بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

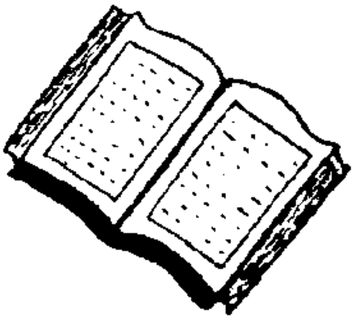

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

الفرقان

قرآنی حقائق بیان کرنے والا
تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

مارچ سنہ ۱۹۶۶ء

تفہیماتِ ربّانیّہ

محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مدیر الفرقان و سابق مبلغ بلاد عربیہ کی اس لاجواب تصنیف میں ان تمام اعتراضات کا تفصیلی اور تسلی بخش جواب دیا گیا ہے جو مخالفین احمدیت کی طرف سے کیے جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا:-

"اس کا نام میں نے ہی تفہیماتِ ربانیہ رکھا ہے (طباعت سے پہلے) اس کا ایک حصہ میں نے پڑھا ہے جو بہت اچھا ہے۔ اس کتاب کے لئے کئی سال سے مطالبہ ہو رہا تھا کئی دوستوں نے بتایا کہ عشرہ کاملہ میں ایسا مواد ہے کہ جس کا جواب ضروری ہے۔ اب خدا کے فضل سے اسکے جواب میں اعلیٰ لٹریچر تیار ہوا ہے۔ دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اسکی اشاعت کرنی چاہیئے۔" (الفضل ۱۲ر جنوری ۱۹۳۱ء)

اب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن یکصد صفحات اور بعض قیمتی حوالہ جات کے اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس انتہائی مفید کتاب کا ہر احمدی گھرانہ میں موجود ہونا ضروری ہے۔

ضخامت آٹھ سو صفحات۔ قیمت مجلّد اعلیٰ سفید کاغذ گیارہ روپے؛ مجلّد اخباری کاغذ آٹھ روپے۔ کتابت و طباعت عمدہ +

مکتبۃ الفرقان ربوہ

جلد ۱۶
شمارہ ۳

ماہنامہ **الفرقان** ربوہ

ذوالقعدہ ۱۳۸۵ ہجری قمری
امان ۱۳۴۵ ہجری شمسی

مارچ ۱۹۶۶ء

دینی، تربیتی اور تبلیغی مجلہ

ماہنامہ **الفرقان** ربوہ

(ایڈیٹر)

ابوالعطاء جالندھری

قواعد و ضوابط

۱- سالانہ چندہ پاکستان کے لئے چھ روپے مقرر ہے۔ غیر ممالک کے لئے تیرہ شلنگ جو پیشگی وصول ہونا ضروری ہے۔!

۲- تاریخ اشاعت ہر انگریزی ماہ کی دس تاریخ مقرر ہے۔

۳- مقررہ تاریخ سے پندرہ روز تک رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت پر رسالہ دوبارہ بھیج دیا جاتا ہے، بعد ازاں قیمتاً مل سکتا ہے۔

۴- جملہ مضامین ایڈیٹر کے نام اور جملہ رقوم مینیجر صاحب کے نام بھجوائی جائیں۔

۵- جوابی امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ بھجوایا جائے۔

ترتیب

● جماعتِ احمدیہ کا نصب العین — ص۳
● اسلام اور بہائیت کا ایک موازنہ — ص۳
(جناب چودھری محمد ظفر اللہ خان کے نام ایک خط اور اس کا جواب) — "
● شذرات — ص۹
● حضرت آدمؑ ہندوستان میں — ص۱۴
(جناب آزاد بلگرامی کے بیانات)
● "مرزا صاحب کے دعویٰ کے خلاف مولوی محمد علی کا اجتہاد" — ص۲۰
(مسیحی رسالہ ھما کا مضمون)
● غیر مبایع دوستوں کی بے بسی — ص۳۴
● حضرت مسیحؑ کے صلیبی واقعہ پر تبصرہ — ص۳۵
● خدا تعالیٰ کی صفتِ مالکیت کا ایک عجیب ظہور — ص۳۷
● حاصلِ مطالعہ
(حضرت موسیٰؑ تعلیم یافتہ تھے) — ص۳۹
● ایڈیٹر کی ڈاک میں سے کچھ! — ص۴۱

ضروری اعلان

کتاب تفہیماتِ ربانیہ کے دوسرے ایڈیشن کے اب صرف سَو کے لگ بھگ نسخے باقی ہیں
جلد خرید لیں! ــــ صفحات ۸۲۴ - قیمت سفید کاغذ گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک۔
مکتبۃ الفرقان - ربوہ

جماعتِ احمدیہ کا نصب العین

قرآن پاک کی بے مثال تاثیرات، اس کی بے پایاں عظمت اور اس کے حسن و جمال کے کامل شعور کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

زندگی بھر خدمتِ قرآن کے عظیم جہاد میں ہمہ تن مصروف رہے۔ باطل ادیان کے مقابلہ پر اسلام کی برتری کے اثبات کے لئے مقدور بھر جد و جہد کی۔ ہزارہا صفحات میں قرآنی حقائق و معارف کے موتی پھیلا دیئے۔ دشمنانِ اسلام کے جملہ اعتراضات کے تسلی بخش جواب دیئے اور پھر کس عاشقانہ انداز میں فرمایا ؎

صد بار رقص ہا کنم از خرمی اگر
بینم کہ حسنِ دلکشِ فرقاں نہاں نماند

کہ اگر مجھے یہ نظر آجائے کہ مخلوقِ خدا قرآن مجید کے حسنِ دلکش سے آگاہ ہوگئی ہے اور لوگوں پر اس جمال کی حقیقت واضح ہوچکی ہے تو میں خوشی سے بے خود ہوکر اُچھلنے لگ جاؤں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی فرزند ہونے کے لحاظ سے ہمارا فرض ہے کہ قرآن کریم کے بے پایاں حسن کی حقیقی قدر کریں اور اسے دنیا کے کونے کونے تک پھیلا دیں۔ اس نور سے اپنے دلوں کو بھی منور کریں اور اس نور سے آفاقِ عالم کو بھی تابندہ اور درخشندہ کردیں۔ اور دینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت ہماری زندگیوں کا نصب العین قرار پائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں ؎

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰ
این است کامِ دل اگر آید میسرم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت کو وصیت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔" (رسالہ الوصیت صفحہ ۶)

یہ وہ نصب العین ہے جس کے لئے جماعت احمدیہ قائم ہوئی ہے۔

اسلام اور بہائیت کا ایک موازنہ!

جناب چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے نام مکتوب کا جواب

[ذیل کا مکتوب جناب عطاء اللہ خان صاحب پرچل ضلع لائلپور نے محترم جناب چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے نام تحریر فرمایا ہے۔ جناب چودھری صاحب موصوف نے یہ مکتوب جواب کے لئے ایڈیٹر الفرقان کے نام ارسال فرمایا ہے۔ ہم ذیل میں پہلے آمدہ مکتوب درج کرتے ہیں اور پھر صاحب مکتوب کے اشکالات کے جواب عرض کرتے ہیں ہو موصوف کے اشکالات بہائیت کی حمایت پر مشتمل ہیں اسلئے جواب اسلام اور بہائیت کا گونہ موازنہ ہے ——— (ایڈیٹر)]

مکتوب

"مکرمی چوہدری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آنجناب کے علم و فضل کا کون قائل نہیں۔ بندہ تو قدیم ایام سے آنجناب کے عقیدتمندوں سے ہے۔ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ آنجناب جیسے عظیم سیاستدان اور فصیح اللسان اور نیک دل بزرگ کی رہنمائی سے محروم ہیں۔ جناب کی تقریر میں وہ لذّت ہے کہ مجھے آپ کی تقریر سُننے کے لئے اگر دس میل پیدل چلنا پڑے تو باوجود ضعیف العمری کے خود کو تیار پاتا ہوں۔

پچھلے دنوں جناب نے لاہور میں زیر اہتمام انٹر کالجیئٹ احمدیہ ایسوسی ایشن ایک تقریر فرمائی جس میں مسلمانوں کے قول و فعل کے تضاد کا ذکر فرمایا۔ آپنے یہ بھی فرمایا کہ پاکستان کو اب تک ایک اسلامی سلطنت ہم نہ بنا سکے حالانکہ یہی دعویٰ لیکر ہم اس مہم پر نکلے تھے۔ میں خدمتِ والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صحیح معنوں میں یعنی خلافتِ راشدہ کے نمونہ پر اب اسلامی سلطنت کہیں بھی نہیں بن سکتی۔ اسلامی ممالک کی تاریخ بالخصوص ترکی کا المناک کیس ہمارے سامنے ہے۔ اسلامی اصولِ سلطنت تو ایک طرف اب تو اسلامی معاشرہ کی تجدید بھی اوائل اسلام کے طرز پر ناممکن نظر آتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض فطری انقلابات انسان پر وارد ہوتے ہیں کہ اب اس کو پیچھے کی طرف مڑنا مشکل ہے جیسے بچے جب بڑے ہوجاتے ہیں تو بچپن کے کھیل کود سے وہ حظ نہیں اٹھا سکتے اور نہ ہی ان کو مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ ان سے لطف اٹھائیں کیونکہ فطری انقلاب کی وجہ سے اب وہ ایک ایسی منزل پر پہنچ جاتے ہیں جس کے تقاضے جدا قسم کے ہیں سلطنت کے سلسلہ میں تو ایک ہی سوال ناقابل حل ہے کہ کیا خلفاء راشدین کی طرح کسی ایک شخص کو تاحیات سربراہِ حکومت مقرر کیا جا سکتا ہے؟ معاشرہ کے معاملہ میں بھی بیسیوں مشکلات ہیں۔ اسلام جب پردہ کا حکم دیتا ہے یعنے لازمی

نقاب چہرہ پر۔ گھر کی چار دیواری میں محدود وغیرہ۔ اب اس کو کیسے واپس لا سکتے ہیں۔ اب تو کابل جیسے شہر میں جہاں سے بچائے امیر امان اللہ خان کو "بے نقابی" کی وجہ سے تخت سے محروم کر دیا گیا تھا۔ بے نقاب اور بے حجاب خواتین سکرٹین پہن کر پھرتی ہیں۔ احمدی خواتین جو اس بارے میں ممتاز مقام رکھتی تھیں آہستہ آہستہ باوجود سخت متواتر احکام "خالص اسلامی پردہ" سے منحرف ہو رہی ہیں اگرچہ انکی تعداد قلیل ہے۔ اگر چہرہ پر نقاب واقعی قرآن کا ایک ضروری حکم ہے تو اس حکم کی پیروی عورتوں کے لئے اس زمانہ میں یا مستقبل میں ایک خواب کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ تضاد قول و فعل میں ایک مستقل ناسور اسلامی معاشرہ پر بن کے رہ جائے گا۔

دوسرا تضاد ایک عام تفریح کے متعلق ہے یعنے راگ رنگ کے متعلق۔ اسلام میں راگ ہر شکل میں ممنوع ہے عورتوں کے گانے کا تو ذکر ہی کیا لیکن ہم کیا دیکھتے ہیں ہر گھر میں دن رات ریڈیو بج رہے ہیں۔ T.V پر تماشے ہو رہے ہیں اور بڑے شوق سے بڑے اور چھوٹے، مرد اور عورتیں لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ کس چیز سے؟ ایک ایسی چیز سے جو قطعی ممنوع ہے اور "امر شیطانی" ہے۔ کیا واقعہ کوئی اصلاحی پروگرام جو اسلام کو دوبارہ زندہ کرنا چاہتا ہے وہ دن لے آئے گا کہ کسی گھر میں کسی عورت کا گانا نہ سنا جائے گا اور T.V وغیرہ کے خرافات صفحۂ حیات سے کالعدم ہو جائیں گے اور مزامیر کا استعمال گانے کے ساتھ جرم قرار دیدیا جائے گا؟ ...... دیدہ باید۔

ایسا ہی سینما کے متعلق ہے۔ اسلامی مسائل کی رُو سے کوئی جواز سینما بینی کے لئے موجود نہیں ہے۔ کیا کوئی فلم ایسا تیار ہو سکا ہے جو ہر لحاظ سے ناقابلِ اعتراض ہو اور اسلام کے سب تقاضوں کو پورا کرتا ہو؟ یہ تضاد بھی ایک مستقل معمہ ہے جو حل ہوتا نظر نہیں آتا۔

ایک تضاد سود کا ہے۔ پاکستان میں کیا افراد کیا جماعتیں، کیا حکومت سب ہی سود میں ملوث ہیں کوئی مردِ میدان بن کر نکلے اور ایسا معاشرہ کا نسخہ ایجاد کرے کہ سود کالعدم ہو جائے۔ پاکستان ہی نہیں دنیا کے سب اسلامی ممالک اس کی گرفت میں ہیں۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسا وقت آئیگا جب سُود کو ختم کر دیا جائے گا مگر سوال یہ ہے کہ وہ وقت کتنا دُور ہے اور اس کا امکان کتنے فیصد ہے۔ گویا یہ تضاد بھی قائم و دائم ہے۔ فی الحال۔

نماز باجماعت پنجوقتی اسلام میں ایک عظیم رکن اعمالِ صالح کا ہے۔ اس معاملہ میں بھی قول اور فعل میں تضاد مستقل نظر آتا ہے۔ معاشرہ اپنے حالات کے اعتبار سے اس نوع پر واقع ہوا ہے کہ اب پانچوں وقت بازار بند کرنا تاکہ تمام مومنین مسجد میں جاکر نماز باجماعت ادا کریں ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ یہ نظام عبادت ایک ایسے وقت اور ایک ایسی قوم کے لئے تجویز ہوا جو دین میں ابتدائی منازل میں تھی۔ اب تمام دنیا اور اقوامِ عالم کو اس نظامِ عبادت کا پابند کرنا بظاہر محال نظر آتا ہے۔

مخلوط تعلیم بھی تضاد کی ایک اور صورت پیدا ہو گئی۔ مخلوط تعلیم قرآن مجید کی تعلیم کے رُو سے کسی طرح بھی جائز قرار نہیں پا سکتی۔ لیکن کیا کریں اور تو اور خود ازہر یونیورسٹی میں اس طریقِ تعلیم کو رائج کر دیا گیا ہے اور

وقت کے گزرنے کے ساتھ دوسرے اسلامی ممالک بھی اس کی لپیٹ میں آتے جائیں گے اور اس تضاد کو تقویت دینگے
داڑھی رکھنا شعائرِ اسلامی میں ایک لازمی جز قرار پایا ہے۔ کیا اب توقع ہو سکتی ہے کہ اوائلِ اسلام کی طرح افواج و افواج مسلمان نوجوانوں کی داڑھیوں سے مرصع جلوہ گری ہو سکے گی۔

قرآن مجید پر ایمان کے بعد ضروری ہے کہ ہم ان شرعی حدود کا نفاذ عمل میں لائیں جو احکامِ الٰہی کا حصہ ہیں مثلاً قطع ید، رجم و دیگر حدود۔ پاکستان کو بنے ۱۸ برس ہو گئے۔ یہ حدود فوراً نافذ کی جا سکتی تھیں اس بارے میں رکاوٹ ہی کیا تھی لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معاشرہ کے سربراہوں نے تجدیدِ حدود کو مناسب نہیں خیال کیا اور بظاہر کوئی امید بھی نظر نہیں آتی کہ یہ حدودِ شرعیہ نفوذ حاصل کر سکیں گی۔ یہ تضاد پاکستان ہی میں نہیں دیگر اسلامی ممالک میں بھی پایا جاتا ہے۔ ان حالات میں اوائلِ اسلام کے قوانین اور حدود کے دوبارہ احیاء کا کیا امکان ہے؟ تضاد کی ان سب صورتوں کو سامنے رکھ کر بجائے اس کے کہ ہم مایوس ہوں کیوں نہ یہ سوچیں کہ یہ تضاد قدرتی تقاضوں کے ماتحت ظہور میں آیا ہے یعنے ہمارا "فعل" بعض ایسے اسباب کا نتیجہ ہے جن پر ہم کو قابو حاصل نہیں۔ جب کلی سے پھول نکلنے کا وقت آتا ہے تو اس عمل کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اور یہ باغ کی رونق افروزی کا سامان ایک مبارک شگون ہے کہ کلی کھل رہی ہے۔ جب اصولِ ارتقاء کائنات کے ذرہ ذرہ میں جاری اور ساری ہے تو معاشرہ کے اجزاء اس عمل سے کیونکر مبرا رہ سکتے ہیں۔ آج سے تیرہ سو برس پہلے نسلِ انسانی جس ہیئت پر تھی آج اس ہیئت کا عشرِ عشیر بھی باقی نہیں۔ نظامِ حکومت، نظامِ معاشرت، نظامِ تمدن تمام یکسر بدلے ہوئے ہیں اور ان سب کے لئے نئے احکام، نئے دستور وضع ہونے لازمی ہیں۔ دینِ بہائی کے متبعین یہی کہتے ہیں کہ انسان اب ایسی منزل پر جا پہنچا ہے کہ اس کے لئے آج سے تیرہ سو برس پہلے کے احکام موزوں نہیں۔ ان احکام کا ایک خاص دور تھا جیسے اس سے قبل شرائع کا اپنا اپنا دور تھا، وہ دور ختم ہو چکا ہے اور اب نئے احکام کا دور شروع ہو گیا ہے۔ حلال و حرام، جائز و ناجائز، غلط و صحیح کا اختیار اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت میں رکھا ہے۔ جو جو ترمیمیں اور تبدیلیاں ضروری تھیں ان کو بہائی ظہور میں جاری کر دیا گیا ہے۔ اب نیا دستورِ معاشرہ اور نیا قانون ہوگا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر بہائی تعلیم کو اپنایا جائے تو سارے تضاد جن کا اوپر ذکر ہوا خود بخود مٹ جائیں گے۔ بہائی تعلیم میں جو نئے احکام تعددِ ازدواج، پردہ، سود، مخلوط تعلیم، سماع موسیقی و دیگر فنونِ لطیفہ اور عبادات کے متعلق ہیں وہ سب زمانہ کے تقاضا کے مطابق ہیں اور موجودہ انسان کی ارتقائی منزل کے ہم آہنگ ہیں۔ اس تعلیم کو ماننے کے بعد سب تضاد خود بخود حل ہو جائیں گے۔ بہائی یوں بھی استدلال کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں لکلّ امّة اجل صاف مرقوم ہے پھر کیوں امتِ مسلمہ کیلئے ایک دور کی حد بندی نہ کی جائے؟ اذا جاء اجلھم لا یستأخرون ساعةً الخ اس بات پر گواہی ہے کہ ہر امت مقررہ مدت کیلئے برپا ہوتی ہے۔ اس میں اسکی شان اور اس کا عروج ہوتا ہے پھر ارتقاء کے اصول کے تحت

جب وہ مدت گزر گئی اور نئے حالات پیدا ہوگئے تو اسکے مطابق ایک نیا دور برپا ہوا۔ نیا ظہور اپنے ماقبل کے ظہور کی تصدیق کرتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں توراۃ، زبور اور انجیل کی تصدیق ہے۔ جملہ انبیاء کی نبوت کی تصدیق کرتا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے۔ بہائی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور قرآن کو کلام الٰہی تسلیم کرتے ہیں صرف احکام شریعت میں تنسیخ و ترمیم کو مانتے ہیں جو بعید معقول معلوم ہوتی ہے۔ اسلام تو ہمیشہ سے ایک ہی حقیقت ہے حضرت آدمؑ سے حضرت نبی کریمؐ تک احکام بدلتے رہے جس سے حقیقت اسلام پر کوئی اثر نہیں وہ ویسے کی ویسے حقیقت واحدہ ہے۔

آنجناب سے آخر میں یہی درخواست ہے کہ اس عرضداشت کو پڑھکر اپنے قیمتی اور زریں خیالات سے بندہ کی رہنمائی کریں۔ یہ شکوک ممکن ہے اور کئی قلوب میں بھی پیدا ہوتے ہوں۔ اگر کسی مبسوط مضمون کی گنجائش ہو اور آنجناب کے پاس وقت بھی ہو تو اس موضوع پر خامہ فرسائی سب کے لئے سعادت کا موجب ہوگی۔ عریضہ ختم کرنے سے قبل ایک اور ضروری امر جناب کی توجہ کا مستحق ہے اور وہ گداگری ہے۔ مسلمانوں میں گداگری ایک مستقل لعنت بن چکی ہے۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں لاکھوں چنگے بھلے ہٹے کٹے بھیک مانگتے نظر آتے ہیں اور انکو روکنے والا کوئی نہیں پھر کوئی ایک اسلامی ملک بھی نہیں جہاں یہ مرض عام نہ ہو۔ گویا اقوام عالم کے درمیان یہ چیز باعث ننگ و عار ہے۔ بہائی تعلیم میں گداگری کو مطلقاً حرام قرار دیا گیا ہے۔ یہی ایک کارنامہ بہائی تعلیم کو منجانب اللہ سمجھنے کیلئے کافی ہے اور جو تعلیم گداگری کو حرام قرار دیگی وہ بیکاروں، بیکسوں اور معذوروں کی کفالت کا کوئی متبادل انتظام تجویز بھی کریگی۔ چنانچہ بہائی تعلیم میں معاشرہ کو ذمہ دار قرار دیا گیا ہے کہ وہ ان لوگوں کے کفیل ہوں اور ان کی روزی، تعلیم و تربیت اور ملازمت کا بندوبست کریں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جبتک گداگری کو حرام قرار نہ دیا جائیگا یہ لعنت ہم سے نہ چھوٹے گی جیسا شراب کے متعلق ہوا۔ اسلام نے اسکو حرام قرار دیدیا۔ اس کا فقط یہی ایک ہی علاج تھا۔"

الجواب۔ اس خط کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مکتوب بہائیت کے ظاہری اور محدود مطالعہ کی وجہ سے اس سے متاثر ہیں اور اسلام کے بارے میں مایوس ہو رہے ہیں حالانکہ مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی تو خود اسلام کی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں اس بارے میں پہلے سے پیشگوئیاں موجود تھیں۔ بتایا گیا تھا کہ مسلمانوں پر ایک انحطاط کا دور آئیگا اور وہ اسلام سے دور چلے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا انتظام کیا جائیگا اور اسلام اکناف عالم میں پھیل جائیگا۔ جب ان پیشگوئیوں کا پہلا حصہ پورا ہو چکا ہے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز بھی ہو گیا ہے تو پھر کسی سمجھدار مسلمان کے لئے یاس و پریشانی کا کونسا موقعہ ہے؟ صاحب مکتوب نے معاشرہ کی جن خرابیوں کا تذکرہ کیا ہے کیا اسلام کے ظہور کے وقت اس سے زیادہ خرابیاں اس وقت کے معاشرہ میں نہ تھیں؟ کیا اعتقادی اور اخلاقی گراوٹ کا یہی عالم نہ تھا؟ جب اسلام نے ان امراض کا علاج بتایا اور عملاً اصلاح نافذ کر دی تھی تو آج اسلام کو اس اصلاح سے کیوں قاصر قرار دیا جائے؟ اصل خرابی تو صرف اتنی ہے کہ ایمان اور یقین میں کمزوری آگئی ہے۔ آج بھی ایمان تازہ ہو جانے پر اسلام کی تمام اصلاحات نافذ ہو سکتی ہیں اور انشاء اللہ ضرور نافذ ہونگی۔ جس علاج یعنی بہائیت کی طرف صاحب مکتوب نے اشارہ فرمایا ہے وہ تو اس جگہ ہرگز قابل ذکر نہیں۔ بہائیوں نے ابھی تک اپنی شریعت کو خود شائع کرنے کی بھی جرأت نہیں کی۔ ان کے ہاں آج تک الاقدس ممنوع الاشاعت ہے۔ اسکے احکام پر عمل کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جو سوالات اس مکتوب میں اٹھائے گئے ہیں ہم ان پر

تفصیلی نظر کرنا چاہتے ہیں۔ ان مفروضہ "شکوک" کی بنیاد اس خیال پر بتائی گئی ہے کہ :-

"بعض فطری انقلابات انسان پر وارد
ہوئے ہیں کہ اب ان کو پیچھے کی طرف مڑنا
مشکل ہے"

مکتوب نگار نے ان "فطری انقلابات" کا تذکرہ کئے بغیر دعویٰ کر دیا ہے کہ آج کا انسان اپنی فطرت میں چودہ سو برس کے انسان سے آگے بڑھ گیا ہے۔ صاحب مضمون نے معاشرہ کی جن خامیوں کو "فطری انقلابات" قرار دیا ہے سوال یہ ہے کہ کیا یہ نزول قرآن مجید کے وقت موجود نہ تھے؟ کیا اسوقت سُود ذائع و شائع نہ تھا جس کے روکنے کے لئے قرآن مجید نے اسے "خدا سے جنگ" قرار دیا؟ کیا اسوقت بے پردگی کا عام رواج نہ تھا جس کی وجہ سے بے حیائی پھیلی ہوئی تھی جس کے روکنے کے لئے قرآن پاک نے احکام پردہ و غضِ بصر جاری فرمائے؟ قرآنی آیت وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ میں حکم دیا گیا ہے کہ مسلمان خواتین پہلی جاہلیت کی بے پردگی اور نمائش زینت کے طریق کو اختیار نہ کریں۔ اس آیت کے لفظ "الجاھلیة الاولیٰ" میں گویا پیشگوئی ہے کہ آئندہ ایک "الجاھلیة الأخرة" بھی آنے والی ہے جبکہ آخری زمانہ میں پھر بے پردگی اپنی انتہاء پر ہوگی۔ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ نزول قرآن مجید کے وقت معاشرہ کی نہایت ابتر حالت تھی۔ ایک جامع آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ (   ) کہ خشکی اور تری میں ہر جگہ لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد برپا ہے۔ اہل کتاب اور غیر اہل کتاب یکساں طور پر اخلاقی گراوٹ میں مبتلا ہیں قرآن مجید ان کی اصلاح کے لئے آیا ہے وہ لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کرنے کے لئے آیا ہے۔

قرآن مجید اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرہ کی خرابیوں کو "زمانہ کے تقاضا کے مطابق" قرار دے کر ان کو جائز قرار نہ دیا بلکہ ان خرابیوں کے خلاف آواز بلند کی۔ دلیل سے ان کا خرابی ہونا ثابت کیا اور ان سب خرابیوں کے ازالہ اور اصلاح کے لئے مسلسل جدوجہد کی اور بالآخر کامیاب ہوئے۔

صاحب مکتوب نے معاشرہ کی خرابیوں کے سامنے جس شکست خوردہ ذہنیت کا اظہار کیا اور بہائیت نے جس بُرے انداز میں ان خرابیوں کو "جائز" قرار دیدیا ہے اُسے پڑھکر پنڈت دیانند جی کی ذہنیت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ پنڈت جی نے نیوگ کا مسئلہ ایجاد کیا جو انسانی فطرت اور اخلاق کے سراسر منافی بدکاری کا طریق ہے۔ پھر انہوں نے نہایت بے باکی سے لکھ دیا کہ اگر لوگ نیوگ کو مان لیں تو زنا دنیا سے بالکل مٹ جاتا ہے۔ حالانکہ زنا کا نام نیوگ رکھ دینے اور اسے جائز کہہ دینے سے زنا کس طرح ختم ہو جائیگا۔ اسی طرح اگر سُود اور بے پردگی وغیرہ معاشرہ کی خرابیوں کو بہائیت نے جائز قرار دیدیا تو یہ تو شیطان کے سامنے ہتھیار ڈال دینے والی بات ہے۔ بات تو تب تھی کہ بہائیت معقول طریق پر یہ ثابت کرتی کہ مثلاً سُود جسے قرآن مجید نے خدا سے جنگ اور حرام ٹھہرایا ہے اور اسے بنی نوع انسان پر ظلم قرار دیا ہے آج وہ فلاں فلاں دلیل کی وجہ سے ظلم نہیں رہا۔ وہ خدا سے جنگ نہیں رہا۔ اس معقول

طریق کے بغیر صرف اس لئے سُود کو جائز قرار دینا کہ یہ خرابی معاشرہ میں بہت پھیل گئی ہے اور ہم اس کا انسداد نہیں کر سکتے یہ تو صریح طور پر اعتراف شکست ہے۔ اس طرح تو بہائیت کل کو یہ بھی کہہ دیگی کہ چونکہ بدکاری دنیا میں عام ہے اور یورپ و امریکہ میں اس کا بہت رواج ہو گیا ہے اور اسے ہم روک نہیں سکتے اسلئے "یہ زمانہ کے تقاضا کے مطابق" ہے لہذا بدکاری بھی جائز ہے۔ یہ طریق سراسر ناروا طریق ہے اور مقامِ افسوس ہے کہ بہائیوں نے یہی ڈگر اختیار کر رکھی ہے۔ ہم صاحبِ مکتوب کی ہر بات کا جائزہ لینے کا عزم رکھتے ہیں کیونکہ بالعموم بہائی صاحبان اسی اندازِ وسوسہ اندازی کے ذریعہ اپنے "مذہب" کی "تبلیغ" کا راستہ ہموار کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔ ہم نے بطور مثال ابھی سُود کا ذکر کیا ہے۔ آج کے بہائی یورپ کے سامنے دست بستہ ہو کر سُود کی اباحت کا اعلان کر رہے ہیں حالانکہ خود جناب بہاء اللہ نے سُود کی حرمت کا اعلان کیا ہے اور قرآن مجید کے اس حکم کو بھی "حجتِ باقیہ" اور دائمی قرار دیا ہے۔ سورۃ الملوک میں جناب بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

"ہم نے سُنا ہے کہ ان افترا پردازوں میں سے ایک نے یہ بھی کہا کہ یہ بندہ عراق میں سُود کھاتا تھا اور اپنے لئے مال و دولت جمع کرتا تھا ان سے کہہ دے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے جس بارے میں تمہیں ذرہ علم نہیں کیسے حکم لگاتے ہو اور بندگانِ خدا پر بہتان باندھتے ہو اور شیطان کے سے گمان کرتے ہو؟ بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا حالانکہ خدا نے اس مقدس و محفوظ کتاب میں سود کو منع کیا ہے جو محمد رسول اللہ خاتم النبیین پر نازل فرمائی ہے اور جسے اپنی حجتِ باقیہ اور لوگوں کے لئے ہدایت و فہمائش بنایا ہے۔ اور یہ مسئلہ سود ان مسائل میں سے ایک ہے جس میں ہم نے علماء ایران سے مخالفت کی ہے اور حکم کتاب کے مطابق ہم نے لوگوں کو سود سے روکا اور خدا ہمارے بیان کا گواہ ہے۔" (سورۃ الملوک اردو ترجمہ از محفوظ الحق علمی مطبوعہ جید برقی پریس دہلی تاریخ اشاعت ستمبر ۱۹۴۲ء)

صاحبِ مکتوب غور کریں کہ اندریں صورت بہائی لوگوں کا آج سود کو "زمانہ کا تقاضا" کہہ کر جائز ٹھہرانا کہاں کا انصاف ہے۔ آپ لوگ تو بزعمِ خویش "تضاد کو دور" کرنے کے خیال میں باطل کے سامنے سرنگوں ہو گئے ہیں اور یہ بات بہائیت کے باطل اور غلط تحریک ہونے پر خود واضح دلیل ہے۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ)

بہائی تحریک پر تبصرہ
یہ ایک جامع کتاب ہے جس میں بہائیوں کی مخفی شریعت بھی نقل کر دی گئی ہے اور اس پر تبصرہ بھی کیا گیا ہے زیرِ طباعت ہے عنقریب شائع ہو رہی ہے
ملنے کا پتہ :- مکتبہ الفرقان - ربوہ

شذرات

۱۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کامیابی کا اعتراف

مسیحی سہ ماہی رسالہ ھما جبلپور (بھارت) لکھتا ہے:۔

" جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم بانیٔ سلسلہ احمدیہ و مدعی مسیح موعود دم واپسیں تک ایک طرف مسیحی مناظرین سے نبرد آزما تھے دوسری جانب قرآنی الفاظ کی عجیب غریب عرفی و نحوی موشگافیاں کرکے دیگر مسائل کی طرح وفاتِ مسیح کے مسئلہ پر بڑے بڑے صاحبِ جُبّہ و دستار مولویوں کو اپنی غیر معمولی قرآنی بصیرت اور علم کلام پر عبور ہونے کی وجہ سے بڑے بڑے جیّد علمائے اسلام کو اپنے دلائل و براہین کی ندرت اور معقولات و منقولات پر بے پناہ قدرت و دستگاہ سے حواس باختہ کر دیا تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنی زندگی میں ہر مکتبِ فکر کے ملاؤں کی شدید مخالفت کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب رہے اور اپنے پیچھے ایک بڑی فعّال و جاں نثار جماعت دنیا میں چھوڑ گئے۔" (ھما اکتوبر ۱۹۶۵ء ص۳)

الفرقان۔ ایک عیسائی رسالہ کا یہ اعتراف صحیح معنوں میں اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ کا مصداق ہے۔

۲۔ شیعوں کی طرف سے محفوظیتِ قرآن مجید کا تازہ اعلان

شیعہ صاحبان کے رسالہ شمس کراچی نے لکھا ہے:۔

" فرقہ شیعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ ہمارے ہاتھوں میں اس وقت موجود ہے یہی وہ کل کلام الٰہی ہے جو رسول مقبولؐ پر نازل ہوا۔ نہ تو کوئی کمی ہوئی ہے نہ اضافہ۔ پیغمبر کی حدیث ہے کہ میری جو حدیث تم تک پہنچے اُسے کتابِ الٰہی کے سامنے پیش کرو اگر اس کی موافقت قرآن کریم سے ہو جائے تو حدیث کو قبول کر لو ورنہ اس حدیث کو دیوار پر پھینک دو۔ اس طرح صرف وہی حدیثیں قابل رہیں گی جن کی موافقت میں قرآن کی کوئی آیت مل جائے۔" (شمس کراچی فروری ۱۹۶۶ء ص۱۱)

الفرقان۔ بعض غیر مسلم جو بعض غالی شیعوں کے غلط بیانات سے قرآن مجید کے خلاف استدلال کیا کرتے ہیں اس اعلان میں ان کا بھی جواب ہے۔ نیز یہ بھی مذکور ہے کہ احادیث کی صحت کا اصل معیار قرآن پاک سے موافقت ہے۔

۳۔ بہائی بھی رجوع الی القرآن پر مجبور ہیں!

بابی اور بہائی مُنہ سے ہزار کہتے ہیں کہ قرآن مجید منسوخ ہے اور اب ہماری بنائی ہوئی شریعت نافذ ہے مگر ان کے دل مانتے ہیں کہ یہ دعویٰ بے بنیاد ہے۔ انہیں بھی

آخر قرآن پاک کی طرف ہی رجوع کرنا پڑتا ہے۔

بہائیوں کے رسالہ میں مندرجہ ذیل سوال و جواب پر غور فرماویں۔ لکھا ہے:۔

"**سوال**۔ کیا کلامِ الٰہی میں بھی اس امر کا ذکر ہے کہ کُرّات کے تعلقات آپس میں قائم ہو جائیں گے؟

جواب۔ جی ہاں۔ قرآن مجید میں اس امر کا صاف صاف ذکر ہے کہ کُرّاتِ کائنات میں آبادیاں ہیں اور ایک وقت آئے گا جب کُرّات میں باہمی تعلق قائم ہو جائے گا۔

خداوندِ عالم فرماتا ہے وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ (شوریٰ ع۴) بلند کرّات اور زمین کی خلقت اور ان آسمانوں اور زمین میں ہر زندہ متحرک مخلوق قدرتِ الٰہی کا ظہور ہے اور خدا جب چاہے گا ان کرّات اور زمین کے لوگوں کو آپس میں ملا دے گا۔"

کس قدر صریح ارشاد ہے کہ خلّاقِ کائنات نے بلند کرّات اور زمین پیدا کی ہے اور ان میں چلتے پھرتے ذی روح پھیلا دیئے ہیں بلکہ فعلِ الٰہی کے استمرار کو مدِنظر رکھیں تو عیاں ہے کہ وہ ہمیشہ نئی نئی دنیائیں پیدا کرتا رہتا ہے اور ظاہر فرماتا ہے کہ وہ اپنے ارادے سے مقرر کئے ہوئے وقت پر ان اہلِ کرّات کو باہم ملا دے گا اور ملاتا رہے گا۔" (بہائی میگزین لاہور مارچ اپریل ۱۹۶۶ء صفحہ ۱۹)

الفرقان - بہائی مدیر کے جواب سے ظاہر ہے کہ باب اور بہاء کی تحریروں میں اس سوال کے جواب کے لئے کوئی حوالہ نہیں ہے۔

۴- عیسائی پادریوں کا رہبانیت کے خلاف اعلان

ایک خبر ملاحظہ فرمائیں:۔

"امریکی جریدہ "ٹائم" کے تازہ شمارہ میں اس مسئلہ کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ گزشتہ چند سالوں میں ساٹھ ہزار ——— جی ہاں ساٹھ ہزار کیتھولک راہب اور پادری اپنی قسم یعنی تجرد کی زندگی بسر کرنے سے قطع تعلق کر بیٹھے ہیں اور ان میں سے اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے زندگی کا لطف اٹھانے کے لئے از خود شادی بھی کر لی ہے یہی نہیں پاپائے روم کے مرکزی دفتر میں اس وقت بھی کم سے کم دس ہزار ایسی درخواستیں پڑی ہیں جن میں پادریوں وغیرہ نے تجرد کی زندگی بسر کرنے کیلئے اپنی قسموں اور وعدوں سے دست کش ہونے کی اجازت طلب کی ہے۔" (نوائے وقت ۵ جون ۲۸ مارچ ۱۹۶۶ء)

الفرقان - سچ ہے غیر فطری زندگی کو پائیداری نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے اسلام نے لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَامِ کا اعلان فرمایا۔

۵۔ نئی تفسیر قرآن مجید کی ضرورت پر ایک دلیل

الاعتصام لاہور لکھتا ہے:۔

"حضرت یوسف علیہ السلام اور چوری،
مفسرین کرام نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نہایت
دیدہ دلیری سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ بچپنے میں حضرت
یوسف علیہ السلام ——— معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ
——— چوری کا ارتکاب بھی کر چکے تھے۔"
(الاعتصام لاہور ۲ر مارچ ۱۹۶۶ء ص ۹)

الفرقان ۔ یہ ایک مثال ہے اس سے ظاہر ہے کہ "مفسرین کرام" کیسی کیسی غلط باتیں لکھتے رہے ہیں۔ کیا ایسی صورت میں نئی صحیح تفسیر کی ضرورت کا انکار کیا جا سکتا ہے؟

۶۔ سلطان ابن سعود کا ایک منصفانہ فیصلہ

مولانا عبدالماجد دریابادی کا اخبار صدق جدید لکھتا ہے:۔

"اسی قسم کا واقعہ شاہ فیصل کے والد مرحوم سلطان ابن سعود کے زمانہ میں بھی پیش آیا تھا۔ حجرہ نشین مولویوں نے مرحوم سے کہا کہ چونکہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں اسلئے انہیں حجاز مقدس سے نکال دیا جائے۔ مرحوم نے مولوی صاحبان سے پوچھا کہ قادیانی حج کو اسلام کا رکن اور اس کو فرض سمجھتے ہیں یا نہیں؟ جواب میں انہیں یہ کہتے ہی بنی کہ یہ لوگ حج کو فرض سمجھتے ہیں۔ اس پر مرحوم نے فرمایا کہ جو شخص حج کی فرضیت کا قائل ہے اور اسے اسلام کا ایک اہم رکن سمجھتا ہے اسے حج سے روکنے کا مجھے حق نہیں۔

یہ واقعہ ہم نے مرحوم کی زندگی میں خود بعض مولویوں کی زبانی سنا تھا ممکن ہے کہ بعض اخبارات میں بھی شائع ہوا ہو۔"
(صدق جدید لکھنؤ (بھارت) ۲ر اگست ۶۵ء)

الفرقان ۔ کیا شاہ فیصل اپنے والد مرحوم کے اس معقول اور منصفانہ فیصلہ کی پیروی کو ہمیشہ لازمی سمجھیں گے؟

۷۔ پاکستان میں قرآنی نظام حیات کا قیام اور جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان!

روزنامہ نوائے وقت رقمطراز ہے:۔

"سابق وزیر خارجہ پاکستان اور بین الاقوامی عدالت کے فاضل جج چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے کہا ہے ہم نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ جب پاکستان مل جائے گا تو ہم اس میں اسلامی اور قرآنی نظام حیات قائم کریں گے لیکن ہم نے دین کو دنیا کے تابع کر دیا ہے۔ یہ بڑی نازک صورت حال ہے۔ اللہ کی گرفت دیر سے شروع ہوتی ہے لیکن یہ بڑی سخت ہوتی ہے۔

ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ مسلمانوں کو اس یاد دہانی کی سعادت ایک ایسے بزرگ کو حاصل ہوئی ہے جسے عام مسلمان "مرزائی" کہتے ہیں اور علمائے دین "مسلمان" ہی تسلیم نہیں کرتے۔ اب ہم علمائے دین

کو کیسے یاد دلائیں کہ یہ فرض ان کا تھا لیکن ادا کرنے کی سعادت سر چوہدری ظفر اللہ خان کو ہوئی ممکن ہے کل یہ علماء ہمارا جنازہ پڑھانے سے ہی انکار کر دیں لیکن ہماری دعا تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے مصلحت پسند علماء کو جو حق بات کہنے کی بھی جرأت نہیں رکھتے جلد سے جلد اپنے پاس بلا لے ہم ان کے بغیر ہی اچھے ہیں "

(نوائے وقت ۴ فروری ۱۹۶۶ء)

الفرقان - جناب چوہدری صاحب موصوف کے بیان پر مدیر تنظیم اہلحدیث لاہور کے ذیل کے تبصرہ پر بھی غور فرمایا جائے۔ لکھا ہے:-

"یہ وہ فاضل جج ہیں جو سرحدوں کی تشکیل تک پاکستان بنانے کی مہم میں قائد اعظم کے ہمراہ شریک رہے ہیں ان کا یہ بیان نہایت معنی خیز ہے مگر اس سے صرف وہی لوگ عبرت پکڑیں گے جن کی روحیں اسلام اور فطرتیں حساس ہوں گی، دوسروں کو اس سے کیا "

(تنظیم اہلحدیث لاہور ۱۸ فروری ۱۹۶۶ء)

۸۔ بغداد میں علماء کی افسوسناک حالت

مجلہ الرحیم حیدر آباد (مغربی پاکستان) نے ایک سفر نامہ کے دوران بغداد کے حالات کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ:-

(الف) "استاذ کاظم نے بتلایا کہ یہاں حقیقی صحیح علماء کا قحط ہے۔ نناوے فیصدی علماء آپ کو ایسے نظر آئیں گے جو قرآن کریم بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے لیکن عمامہ باندھے پھر رہے ہیں "

(ب) "میں نے ان سے پوچھا کہ یہاں کی تعلیمی حالت کیسی ہے انہوں نے بتلایا کہ سوائے اس کے کہ لوگ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے ڈگریاں لیکر نکلتے ہیں، ان کا کوئی علمی کارنامہ منصۂ شہود پر نظر نہیں آتا۔ میں نے پرانے علماء کے بارے میں سوال کیا انہوں نے کہا کہ ان کا مطمح نظر بس بینک بیلنس، بنگلہ، کار اور جلب منفعت ہے " (ماہنامہ الرحیم حیدرآباد فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۶۲۲ و صفحہ ۶۲۹)

الفرقان - احادیث نبویہ میں آخری زمانہ میں علماء کی جس حالت کا تذکرہ آیا ہے کیا ایسے بیانات سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی؟

۹۔ پوپ کا یہودیوں کو قتل مسیح سے بری کرنا غلط ہے

مسیحی رسالہ رہما جبلپور لکھتا ہے:-

"اب رہا پوپ پال کا مسیح کے قتل سے یہودیوں کو بری کرنے کا سوال میرے ناقص خیال میں اس مسئلہ کی ذرہ بھر بھی مذہبی اہمیت نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ اپنے اندر ایک گہری سیاسی حکمت عملی ضرور رکھتا ہے اور ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ پوپ موصوف ایک بہت بڑے سیاست دان و ڈپلومیٹ ہیں۔ پوپ کا عہدہ جلیلہ سنبھالنے سے پہلے ان کی گہری سیاسی زندگی پر پردہ نہیں ڈالا

جا سکتا۔ اس بریت میں عالم مسیحیت کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا، البتہ (ISRAEL) اور جملہ کیتھولک کلیساؤں کی اہمیت اور بڑھا دی گئی ہے۔ جہاں تک یہودیوں کی بریت کا سوال ہے ازروئے کلام اللہ وہ کسی طور پر بھی بری قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کہاں تک صحیح ہوگا کہ "جو اشخاص آنحضور کے قتل کے ذمہ دار تھے وہ صفحۂ ہستی سے دو ہزار برس قبل معدوم ہو گئے" جب کہ ایک آدم کے گناہ سے سارے انسان گنہگار ہو سکتے ہیں، تو ایک شخص یا کچھ لوگوں کے قاتل ہونے سے پوری قوم گنہگار کیوں نہیں ٹھہر سکتی؟"

(ھما جولائی ۱۹۶۵ء صفحہ ۶۷)

الفرقان - یہود جب تک اپنے مسلک پر قائم اور اپنے باپ دادوں کے فعل سے متفق ہیں اور حضرت مسیح کو لعنتی اور جھوٹا ٹھہراتے ہیں انہیں بری قرار دینا سراسر غلط ہے مگر یہ دلیل تو نہایت بودی ہے کہ آدم کے گناہ (؟) سے ساری انسانیت گناہ گار قرار پا گئی۔ ہاں اگر اسے پوپ کے خلاف بطور الزام پیش کیا گیا ہے تو اور بات ہے۔

۱۰۔ عقیدہ ختم نبوت اور بعض متقدمین

ماہنامہ الرحیم لکھتا ہے:-

"اگرچہ بانیٔ اسلام کے خاتم النبیین ہونے پر تمام مسلمان متفق ہیں۔ پھر بھی متقدمین میں بعض نے اس عقیدہ کی مخالفت کی ہے مثلاً العجلی لکھتا ہے: ان رسل اللہ لا ینقطعون ابداً۔ ملاحظہ ہو الشہرستانی: الملل والنحل ص ۳۲۰۔ بحوالہ عثمان امین: رائد الفکر ۱۳۷" (ماہنامہ الرحیم حیدرآباد فروری ۱۹۶۶ء حاشیہ صفحہ ۶۱۲)

الفرقان - العجلی کے قول میں رسل اللہ سے مراد غیر تشریعی انبیاء ہیں۔ لہذا اسے ختم نبوت کے منافی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۱۱۔ قادیانی اور مخالف علماء اصولی طور پر ایک ہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

صدق جدید لکھنؤ میں ایک صاحب علم اور جمعیۃ العلماء سے رابطہ رکھنے والے اہل قلم لکھتے ہیں:-

"یہ قادیانی اور ان کے مخالف علماء دونوں اصولی طور پر ایک ہی عقیدہ رکھتے ہیں اختلاف صرف شخصیت میں ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ بیشک حضرت مسیح بحالت نبوت تشریف لائیں گے ان پر وحی بھی نازل ہوگی۔ وحی لانے والے حضرت جبرائیل ہوں گے مگر نازل ہونیوالے مسیح غلام احمد قادیانی نہیں ہیں۔ وہ تو آئیں گے۔ گویا فرق یہ ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ تشریف لے آئے ہیں علماء کہتے ہیں کہ نہیں، وہ ابھی نہیں آئے مگر

آئیں گے ضرور۔ پھر قادیانیوں اور اُن کے مخالف علماء میں فرق کیا رہا؟ اصول میں دونوں متفق ہیں۔ مابہ النزاع صرف تشخیص ہے۔" (صدق جدید لکھنؤ ۶؍ اگست ۱۹۶۵ء)

۱۲۔ مسیح نبی اللہ کی آمد کیوں منافی خاتمیت محمدیہ نہیں؟

جناب محمد اسحاق صاحب ندوی استاد دارالعلوم ندوہ لکھنؤ تحریر کرتے ہیں:۔

(الف) "حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا کسی دوسرے نبی کا جنہیں منصبِ نبوت آنحضورؐ کے زمانۂ مبارک سے پہلے عطا فرما دیا گیا ہو دوبارہ آنا ہرگز ختمِ نبوت کے منافی نہیں ہے۔ کسی نئے نبی کی بعثت بے شک ختمِ نبوت کے منافی ہے۔"

(ب) "وہ شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے اور آنحضورؐ کے ایک امتی کی حیثیت میں ہوں گے۔ اس صورت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت میں کوئی بھی خلل نہیں پیدا ہوتا۔"

(صدق جدید لکھنؤ ۱۰؍ ستمبر ۱۹۶۵ء)

الفرقان۔ علماء کے لئے یہ بات غور طلب ہے کہ جب ان کے نزدیک مسیح ناصری علیہ السلام کا آنا محض اس لئے ختمِ نبوت کے منافی نہیں کہ وہ شریعتِ محمدیہ کے تابع ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونگے تو پھر انہیں اس بات سے کیوں انکار ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سچ مچ کا امتی شریعتِ محمدیہ کا تابع رہتے ہوئے مقامِ نبوت کو پا سکتا ہے؟

۱۳۔ امام مہدی کے متعلق شیعی عقیدہ

کراچی کے شیعہ رسالہ میں لکھا ہے:۔

"مہدی آخر الزمان علیہ السلام آج بھی زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ ایک دن آنے والا ہے جب ہمارے آخری امام علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور سارے کافروں، مشرکوں، منافقوں کو واصلِ جہنم کر دیں گے۔" (رسالہ شمس کراچی فروری ۱۹۶۶ء ص۱۶)

الفرقان:۔ "قیامت تک زندہ رہیں گے" پر شیعہ بھائیوں کو نظر ثانی کرنی چاہیئے!

۱۴۔ وحی والہام کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا

ماہنامہ نگار کراچی لکھتا ہے:۔

"وحی والہام کے لئے نہ کسی ملک وزمانہ کی قید ہے نہ قوم وملت کی۔ وہ ہر شخص اور ہر ملک والے کے لئے ہے بشرطیکہ قدرت نے اس میں اس کی صلاحیت ودیعت کر دی ہو اور وہ اس صلاحیت سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ ..... اس میں شک نہیں کہ وحی والہام رسول اللہؐ سے پہلے بھی اور انبیاء پر ہوا اور بعد کو بھی ایسے لوگ پیدا ہوتے اور ہوتے رہیں گے جو الہاماتِ ربانی کے مہبط قرار

دیئے جاسکتے ہیں لیکن اس میں وہ تفاوتِ مراتب محو نہیں ہو سکتا جو قدرت نے تخلیق کے وقت ودیعت کر دیا تھا اور اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ نبی کے الہامات کس مرتبہ کے ہیں اور کس شخص میں کتنی صلاحیت ہدایتِ ربانی کے قبول کرنے کی پائی جاتی تھی۔" (نگار پاکستان فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۲)

الفرقان - اس واضح اقتباس سے ہر شخص اپنی صلاحیت کے مطابق فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

۱۵۔ لارڈ رسل کا "مقام" اور علماء کا سکوت

روزنامہ مشرق لاہور "لارڈ رسل کو سلام" کے زیرِ عنوان لکھتا ہے:۔

"اے رسل! اے امن و عافیت کے پیغمبر سلام
اے کہ تو لاریب ہے دنیائے دانش کا امام
اے نقیبِ حریتِ دانش و رِ عالی مقام
اے کہ تجھ پر ختم ہے حق و صداقت کا پیام
تا ابد تاریخ میں روشن رہے گا تیرا نام
اے رسل، اے امن و عافیت کے پیغمبر سلام"

(مشرق لاہور ۲۰ر فروری ۱۹۶۶ء)

الفرقان - علماء کہاں ہیں؟ کیا ان کے نزدیک بھی "حق و صداقت کا پیام" لارڈ رسل پر ختم ہے جو "امن و عافیت کے پیغمبر" ہیں؟

۱۶۔ اسلام کے معاشی اور سیاسی نظام کی اصل بنیاد

بجناب مودودی صاحب کے رسالہ ترجمان القرآن نے ایک بالکل سچی بات کہی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"اگر توحید و رسالت کا عقیدہ موجود نہ ہو اور اس سے پیدا ہونے والے اخلاق موجود نہ ہوں تو اسلام کا معاشی نظام کبھی قائم نہیں ہو سکتا۔ اور قائم کیا بھی جائے تو چل نہیں سکتا۔ اسی طرح اسلام کا سیاسی نظام بھی نہ قائم ہو سکتا ہے نہ چل سکتا ہے اگر خدا اور رسولؐ پر عقیدہ اور قرآن پر ایمان نہ ہو۔" (ترجمان القرآن لاہور مارچ ۱۹۶۶ء صفحہ ۴)

الفرقان - کیا اس حقیقت کے پیشِ نظر "عقیدہ" کی صحت و پختگی پر زور دینے اور "اخلاق" کی اصلاح کرنے کی بجائے **سیاسی غلبہ** حاصل کرنے کے لئے عوام کو اُکسانا گھوڑے کے آگے گاڑی لگانے والی بات نہیں؟

۱۷۔ خلیفہ کے لئے سیاسی حکمرانی لازمی نہیں

شیعہ رسالہ معارف اسلام لکھتا ہے:۔

"جہاں تک رسالتِ محمدیہ کا تعلق ہے اس رسالتِ عظمیٰ اور رسالتِ ختمیہ کی خلافت بھی سیاست و ریاست کی مرہونِ منت نہیں ...... اسلئے آپ کی خلافت کے لئے سیاسی حکمرانی لازمی نہیں خواہ کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے خلیفۂ رسول ہر حالت میں خلیفہ ہے۔" (معارفِ اسلام۔ لاہور فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۲۴)

الفرقان ۔ اندریں حالات شیعہ صاحبان کو اس بنا پر خلافتِ احمدیہ پر اعتراض کرنے کا حق نہیں کہ اس کے ساتھ سیاست نہیں ہے۔

۱۸۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا!

مجلس احرار نے قرارداد پاس کی ہے کہ:۔

"پارہ سوم صفحہ ۱۹۳ میں لفظ متوفیک کا ترجمہ مرزائی عقائد کے مطابق طبعی موت تحریر کر کے مسلمانانِ عالم کے متفقہ ملی عقائد کے خلاف مرزائی عقائد کی تشہیر کے لئے صریح بددیانتی سے کام لیا گیا ہے لہذا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مذکورہ بالا غلط ترجمہ شدہ قرآن مجید تعلیمی اداروں میں رائج نہ ہونے دیا جائے۔

(شہاب لاہور ۱۳ر فروری ۱۹۶۶ء)

الفرقان ۔ اوّل تو عقیدۂ وفاتِ مسیح کو متفقہ عقیدہ قرار دینا صریح خلافِ واقعہ ہے۔ دوم متوفیک کا ترجمہ طبعی موت کرنے کو بددیانتی کہنا انتہائی ظلم ہے۔ عربی زبان کے رُو سے بھی صحیح ترجمہ یہی ہے اور پھر خود صحیح البخاری میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے "متوفیک : ممیتک" (کتاب التفسیر) جس میں توفی کے معنے طبعی موت کے کئے گئے ہیں۔ کیا احراری صاحبان صحیح بخاری پر بھی پابندی لگوائیں گے؟ مفتی مصر علامہ محمود شلتوت کے بیانات کو بھی یاد رکھنا چاہیئے۔!

۱۹۔ اِس معمہ کو حل فرمائیں!

مدیر چٹان نے جلی حروف میں چوکھٹے میں حسب ذیل اعلان کیا ہے:۔

"حضرت مولانا محمد علی جالندھری! آپ خدا کو کیا جواب دیں گے۔ ختم نبوت کے نام پر جاری شدہ کاروبار بند کیجئے' یہ عنوان ہی بجائے خود ایک تفصیلی مقالہ ہے، کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ گرد و پیش کیا ہو رہا ہے؟"

(چٹان لاہور ۲۱ر فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۱۶)

الفرقان :۔ "تحفظِ ختم نبوت" کے ناظمِ اعلیٰ کو "کاروبار" بند کرنے کا یہ حکم اپنے اندر اسرار رکھتا ہے۔ ہماری عرض ہے کہ اس معمہ کو حل فرمایا جائے۔

۲۰۔ جماعتِ اسلامی اور آزادیٔ رائے

ہفت روزہ شہاب لاہور رقمطراز ہے:۔

"اپوزیشن کی تیسری اہم جماعت' جماعتِ اسلامی ہے۔ اس کی منٹگمری شاخ کے امیر راؤ خورشید علی خان نے جماعت سے استعفیٰ دیدیا اور الزام لگایا کہ جماعت میں اظہارِ رائے کی کوئی آزادی نہیں ہے۔"

(شہاب ۲۷ر فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۵)

الفرقان ۔ کیا جناب مودودی صاحب اس پہ روشنی ڈالیں گے؟ ✦

حضرت آدمؑ ہندوستان میں!

جناب آزاد بلگرامی کے بیانات

(از جناب مولوی محمد اسد اللہ صاحب قریشی۔ مربی سلسلہ)

[۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۶ء تک میں فلسطین اور دیگر بلاد عربیہ میں تبلیغ پر مامور تھا۔ ایک دن نابلس کے چند اساتذہ ملاقات کے لئے آئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ جماعت احمدیہ کے بانیؑ کو نبی مانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہاں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت غیر تشریعی نبی ہیں۔ کہنے لگے کہ نبی تو سارے ارض مقدسہ ارض فلسطین میں آتے ہیں ہندوستان میں نبی کیسے آگیا؟ میں نے فوراً تفسیر کی کتابوں سے انہیں دکھایا کہ اول النبیین حضرت آدم علیہ السلام **ارض الهند** میں اترے تھے۔ یہ پڑھ کر حیران رہ گئے۔ جناب آزاد بلگرامی کے عربی مضمون کا ذیل کا ترجمہ اس امر کی مکمل وضاحت کرتا ہے کہ ہندوستان میں نبی آتے رہے ہیں۔ آزاد صاحب کے مضمون میں بعض حصے غیر ضروری یا تعبیر طلب بھی ہیں اسلئے سب باتوں سے اتفاق ضروری نہیں ——— (ایڈیٹر)]

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں کبھی کوئی نبی نہیں آیا، مرزا صاحب کس طرح ہندوستان میں مبعوث ہوئے؟ سو واضح ہو کہ مفسرین و محدثین اور علماءِ اُمتِ محمدیہ کے نزدیک سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام جن کی ذریت سے تمام انبیاء مبعوث ہوئے ہندوستان ہی میں آئے تھے حضرت شیث علیہ السلام بھی یہیں ہندوستان میں مبعوث ہوئے اور روایات کے مطابق دونوں نبیوں کی قبریں بھی ہندوستان میں ہیں۔

اس سلسلہ میں ہم خود کچھ کہنے کی بجائے اہلسنت والجماعت کے ایک مشہور ہندی فاضل مولانا سید غلام علی آزاد بلگرامی کی مفصل شہادت پیش کرتے ہیں جنہوں نے ہندوستان کی فضیلت میں ایک ضخیم کتاب

"سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان"

کے نام سے عربی زبان میں ۱۱۷۷ھ ہجری میں لکھی۔ اس کتاب کے پہلے باب میں کتاب کے ۲۰ بڑے صفحات پر حضرت آدم اور حضرت شیث اور حضرت نوح علیہم السلام کا ہندوستان میں ہونا تفاسیر و احادیث اور روایات سے ثابت کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ہندوستان نبوت کا دار الخلافہ ہے۔ چونکہ حضرت آدمؑ کی ذریت سے سب انبیاء مبعوث ہوئے جو ہندوستان میں تھے اسلئے سب

انبیاء دراصل ہندی نژاد تھے متعلقہ باب کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ صرف عناوین سہولت کے لئے میں نے لگا دیئے ہیں۔ آزاد بلگرامی لکھتے ہیں:-

خلیفۃ اللہ کا دار الخلافہ

"جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ازل میں اپنے اسماء صفات اور اپنے انوار و تجلیات کا ظہور چاہا تو اس نے مخلوق کو پیدا کیا اور حقائق کو ظاہر کیا یہاں تک کہ ان کے آخری کامل مظہر تک منتہی ہوا جو اسکی صورت میں جلوہ گر ہوا اور اس کی قدیم صفات کے زیور سے آراستہ ہوا اور وہ نوع انسانی ہے اور نوع انسانی کا مبدء جو کہ فاتح انام ہوا حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا اور اُسے اپنی جناب مقدس کے لئے خلیفہ منتخب کیا اور اُسے اپنی منزہ مسند کے لئے زینت بنایا اور اپنے مقدس اسماء اُسے سکھائے اور نفوس ملکیہ کو اُسے سجدہ کرنے کا حکم دیا پھر اُسے آسمان سے زمین پر اُتارا اور وہ ارضِ ہند ہے جسے دار الخلافہ بنایا اور اسے اس شرافت سے مخصوص کیا۔ پھر وہ خلیفہ تختِ کرامت پر بیٹھا اور قیامت تک اس کے احکام جاری کر دیئے اور علومِ الٰہیہ کو پھیلایا اور مخفی غیبی امور کو ظاہر کیا اور ارضِ ہند کو اس سے وافر برکات اور کثیر خصوصیات حاصل ہوئیں لیکن زمانہ دُور ہوتا چلا گیا اور وقت گزرتا گیا جس کی وجہ سے اب اسلامی کتب میں ان کی خبروں میں سے سوائے تھوڑی چیزوں کے کچھ نہیں ملتا جو سمندر کے مقابلہ میں صرف ایک قطرہ کے برابر ہے۔ پھر میں اس وقت جو چند امور آ رہا ہوں سپرد قلم کر رہا ہوں وہ بہت تھوڑے ہیں اسلئے کہ مواد کی قلت ہے اور ان تک رسائی بھی نہیں ہوتی۔ ان امور میں سے ایک امر یہ ہے کہ ارضِ ہند خلیفۃ اللہ اور صفی اللہ علیہ السلام کے نزول سے مشرف ہوئی اسلئے سراندیپ کا نام دار الخلافہ ہوا اور مجھ سے پہلے کسی نے اس پر دار الخلافہ کا نام اطلاق نہیں کیا حالانکہ ارضِ ہند اس کی مستحق ہے پس مجھے اللہ تعالیٰ نے الہاماً اس کی طرف راہنمائی کی۔

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر دُرِّ منثور میں تفسیر سورۃ احقاف میں کہا ہے کہ ابن حاتم نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا خیر وادٍ فی الناس وادی مکۃ وواد نزل بہ آدم بارض الھند (الحدیث) کہ بہتر وادی لوگوں میں وادی مکہ ہے اور دوسرے وہ وادی جہاں کہ ہندوستان میں حضرت آدمؑ کا نزول ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں ارضِ ہند کے ایک خاص بقعہ کی مقارنت بلادِ حرمین (مکہ خدا اسے بزرگی دے) کے ساتھ قیامت تک کیلئے ثابت ہوتی ہے اور اس مقارنت کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ زوجین (یعنی آدم و حوا) میں سے ایک یعنی آدمؑ کا نزول سراندیپ میں ہوا اور دوسرے کا نزول یعنی حواؑ کا جدہ میں ہوا اور حضرت آدمؑ نے اس پہاڑ کا نام جس پر کہ اُترے تھے جبلِ مقدس نام رکھا اور اس پر وہ فرشتوں کی آوازیں سُنتے تھے اور انہیں دیکھتے تھے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے عرش کا طواف کرتے ہیں اور وہ اس پر سے جنت کی ہوا اور خوشبو سونگھتے تھے جیسا کہ انشاء اللہ حدیث ابن سعد عن ابن عباس میں آئے گا۔ شیخ علی الردمیؒ

نے اپنی کتاب "محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخر" میں کہا ہے کہ پہلا مقام جہاں سے حکمت کے چشمے پھوٹے **ہندوستان** ہے پھر مکہ کا حرم جو کہ معلم اول ابوالبشر آدم صفی اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی زبان پر جاری ہوئے اور آپ نے کئی دفعہ پیدل چل کر بیت اللہ کا حج کیا پھر حرم شریف کی طرف بوجہ اس کی فضیلت و شرافت کے جو اسے تمام زمین پر ہے، ہجرت کی اور حضرت آدمؑ ہمسائگی اور مکان کی شرافت کے لئے پہلے مہاجر ہیں۔ پس ہجرت انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی سنت سے ہے اور امام زاہد نے اپنی تفسیر میں ابن عباسؓ سے کہا ہے کہ حضرت آدمؑ ہندوستان میں **سراندیپ** میں اتارے گئے اس حالت میں کہ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا اور حوا جدہ میں اتاری گئی اور سراندیپ سے جدہ تک سات سو فرسخ ہے اور تاریخ قدس میں ہے کہ جب حضرت آدمؑ سراندیپ میں اتارے گئے تو سجدۂ شکر کیا اور آیاتِ کہنہ کا مشاہدہ کیا پس آپ کا چہرہ بیت المقدس کے پتھر پر پڑا کیونکہ وہ زمین پر سب سے بلند جگہ ہے اور اسی سے آسمان تک سیڑھی اور معراج کا راستہ ہے۔ اور امام غزالیؒ نے بدء خلق میں کہا ہے کہ آدم ہندوستان میں سراندیپ میں اس پہاڑ پر اترے جسے **لوذ** کہا جاتا ہے اور حوا جدہ میں جو کہ ارضِ حجاز میں ہے اور ابلیس ارضِ عراق کے مقام ایلہ میں اترا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دشتِ میسان میں اترا جو کہ بصرہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے اور سانپ اصبہان میں اترا اور طاؤس ارضِ کابل میں اترا۔ اور سیوطی نے درمنثور میں کہا کہ ابن حاتم اور ابن عساکر نے حسن سے روایت کی ہے کہ آدمؑ ہندوستان میں اترے اور حوا جدہ میں اور ابلیس دشتِ میسان (بصرہ) میں اور سانپ اصبہان میں۔ اور سیوطی نے اسی کتاب میں کہا ہے کہ ابوالشیخ نے عظمت میں خالد بن معدان سے روایت کی ہے کہ حضرت آدمؑ ہندوستان میں اترے (الحدیث) اور سیوطی نے کہا کہ عبدالرزاق ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے معمر کے طریق سے قتادہ سے روایت نکالی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے ساتھ ہی کعبۃ اللہ کی بنیاد رکھی جبکہ آدمؑ ہند میں اترے اور ان کے اترنے کی جگہ ارضِ ہند تھی (الحدیث) اور سیوطی نے کہا کہ ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے اسے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جہاں اتارا ارضِ ہند ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ارضِ ہند کے مقام دجنی میں۔ اور قاموس میں ہے کہ دجنی پیش یا زیر کے ساتھ ہے اور کبھی مد کے ساتھ پڑھا جاتا ہے جو وہ زمین ہے جس سے کہ آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے یا وہ حوا کے ساتھ ہے۔

قدمِ آدمؑ

۲۔ ان امور میں سے دوسرا امر حضرت آدم علیہ السلام کا قدم ہے شیخ علی الردمی نے اپنی محاضرت میں کہا ہے کہ پہلی جگہ جہاں کہ آدم علیہ السلام کا ہبوط ہوا وہ پہاڑ ہے جو راہون کہلاتا ہے جو جزائرِ ہند میں سے ایک جزیرہ سراندیپ کی مملکت میں سے ہے۔ اس مقام پر جسے دہنی کہا جاتا ہے اور اس پر قدم آدمؑ کا اثر

ہے اور اس قدم پر ایسا چمکنے والا نور ہے کہ آنکھوں کو اُچک لے جاتا ہے۔ کوئی شخص اس طرف نہیں دیکھ سکتا۔ آپ کے قدم کا طول چٹان میں ستر ہاتھ ہے اور پہاڑ پر ایسی روشنی ہے جیسا کہ چمکتی ہوئی بجلی۔ اور ہر دن بارش ہوتی ہے جو کہ آپ کے قدم کو دھو ڈالتی ہے اور یہ کہ آدمؑ نے اسی پہاڑ سے ساحلِ بحر کی طرف (ایک) قدم اُٹھایا جو دو دن کی مسافت پر تھا۔

مَیں کہتا ہوں کہ شیخ علی الرومی کی روایت میں اس پہاڑ کا نام جس پر آدمؑ کا ہبوط ہوا راہون آیا ہے اور دوسری روایات میں بوذ۔ ان میں تطبیق یوں ہے کہ ممکن ہے کہ پہاڑ کے دو نام ہوں یا یہ کہ زمانہ گزرنے پر نام میں تبدیلی واقع ہوئی یا یہ کہ ایک نام عام ہے دوسرا خاص ہے۔ صاحب انسان العیون نے کہا کہ حضرت آدمؑ کا ہبوط ارضِ ہند میں ایک بلند پہاڑ پر تھا جسے بحری لوگ کئی دن کی مسافت سے دیکھ سکتے تھے اس میں قدمِ آدمؑ کا نشان پتھر میں کھدا ہوا ہے اور اس پہاڑ کی چوٹی دنیا کے تمام پہاڑوں کی چوٹی سے آسمان سے زیادہ قریب ہے۔ قدمِ آدمؑ کا نشان ہر رات بجلی کی طرح بغیر بادل کے چمکتا ہے اور ہر روز بارش ہوتی ہے جو قدمِ آدمؑ کو دھو ڈالتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت کے پتے بھی اُترے جنہیں یہاں پھیلا دیا۔ اسی سے ہندوستان کی خوشبویات کی بنیاد پڑی۔ اور صاحب "المستطرف عن کلّ فنّ مستظرف" نے کہا ہے کہ سب سے عجیب پہاڑ سراندیپ کا پہاڑ ہے جس کی لمبائی دو سو ساٹھ سے اوپر چند میل ہے۔ اس میں قدمِ آدمؑ کا نشان ہے اور اس کے گرد یاقوت ہے اور اس میں الماس کی وادیاں ہیں جو پتھروں کو کاٹتی ہیں اور موتیوں میں سوراخ کرتی ہیں اور اس میں عُود، کالی مرچ، کستوری اور قرنباد (لونگ) ہے ..... سیوطی نے کہا ہے کہ ابن عساکر نے سلیمان الاشج صاحب کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہ ذوالقرنین ایک مردِ صالح اور سیر کرنے والا تھا۔ پس جب جبلِ آدمؑ پر ٹھہرا اور قدمِ آدمؑ پر نظر کی۔ آپ کے ساتھ خضر بھی تھے۔ اس نے کہا اے بادشاہ کیا ہے؟ کہا کہ یہ آدمیوں کا نشان ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں۔ دو ہتھیلیوں اور دو قدموں کی جگہ دیکھتا ہوں اور اس فرحت کو دیکھتا ہوں اور ان درختوں کو اس کے ارد گرد خشک پاتا ہوں جن سے سُرخ پانی جاری ہے۔ یقیناً اس کے لئے بڑی شان ہے۔ خضر نے کہ جسے علم و فہم دیا گیا تھا کہا کہ اے بادشاہ کیا آپ درخت کھجور سے وہ لٹکا ہوا ورق نہیں دیکھتے جو کہ بڑا درخت ہے؟ ذوالقرنین نے کہا ہاں! کہا کہ وہ ورق اس جگہ کی عظمت کی خبر دیتا ہے۔ اور خضر ہر کتاب پڑھ سکتا تھا اس نے کہا اے بادشاہ! مَیں ایک کتاب دیکھتا ہوں جس میں لکھا ہوا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم هذا كتاب من آدم ابی البشر اوصيكم ذريتي وبناتي ان تحذروا عدوكا وعدوكم ابليس الذی كان بلين كلامه وفجورا منيته انزلني من الفردوس الى تربة الدنيا فالقيت على موضعی هذا لا يلتفت الى مائتى سنة بخطيئة واحدة

حتّٰی رست فی الارض وھذا اثری وھذہ
الاشجار من دموع عینی فعلی فبھذہ
التربة انزلت التوبة فتوبوا من قبل
ان تندموا و بادروا قبل ان یبادربکم
وقدموا من قبل ان یقدم ربکم۔

پھر ذوالقرنین اُترے اور موضعِ مجلسِ آدمؑ کو چھوا۔ سو وہ ایک سو اسی میل تھا۔ پھر درختوں کو شمار کیا وہ نو سو تھے جو کہ حضرت آدمؑ کے آنسوؤں سے اُگے تھے۔ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو یہ خشک ہو گئے اور وہ سُرخ آنسو بہاتے ہیں۔ پس ذوالقرنین نے خضر سے کہا کہ ہمارے ساتھ واپس ہو پس اس کے بعد دنیا طلب نہیں کی۔

قتلِ ہابیل کا واقعہ

جان لے کہ ہابیل کا واقعہ ایک روایت کے مطابق اسی پہاڑ پر وقوع پذیر ہوا۔ امام غزالیؒ نے بدءِ خلق میں کہا ہے کہ ہابیل کا قتل بُوذ پہاڑ پر ہوا۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ جب قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا اور آدمؑ مکہ میں تھے تو درخت سُوکھ گئے اور طعام متغیر ہوئے اور میوے کھٹے ہو گئے اور پانی کڑوا ہو گیا اور زمین بھی مکدر ہو گئی آدمؑ نے کہا کہ زمین پر کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔ جب ہند میں آئے تو ہابیل کو مقتول پایا۔ کہا گیا ہے کہ جب ہابیل شہید ہو گئے تو آدمؑ ایک سو سال تک غمگین رہے اور نہیں ہنسے۔ اور جب حضرت آدمؑ کی عمر سے ایک سو تیس سال گزر گئے اور یہ قتلِ ہابیل کے بعد ہوا تو حواؑ نے آدمؑ کے لئے ایک بیٹا جنا جس کا نام شیث تھا جس کے معنی ہیں "خدا کی بخشش"۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے پچاس صحیفے نازل کئے اور شیث حضرت آدمؑ کے وصی اور آپ کے خلیفے تھے مگر قابیل کو کہا گیا کہ جا! دُور ہو۔ اُس نے اپنی بہن اقلیما کا ہاتھ پکڑا اور اس کے ساتھ ارضِ یمن کے مقامِ عدن کی طرف بھاگ گیا۔ سیوطی نے کہا ہے کہ ازرقی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو زمین پر اُتارا تو بیت الحرام کی جگہ اُتارا اور وہ آسمان کی مانند کا بنا تھا۔ پھر اس پر حجرِ اسود اُتارا اور وہ شدید سفیدی کی وجہ سے چمکتا تھا۔ پھر اُسے آدمؑ نے پکڑا اور اُسے اپنے ساتھ اس کے ساتھ اُنس پکڑنے کے لئے رکھا پھر اس پر عصا اُتارا پھر اُسے کہا گیا کہ قدم اُٹھاتے چلے جاؤ۔ آپ قدم اُٹھاتے چلے گئے تو وہ ارضِ ہند اور سندھ میں پہنچ گئے اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا اس میں ٹھہرے رہے۔ پھر وہ رُکن کی طرف اُداس ہوئے تو انہیں کہا گیا کہ حج کریں۔ پس انہوں نے حج کیا۔ پھر انہیں فرشتے ملے۔ انہوں نے کہا اے آدم تیرا حج قبول ہو۔ ہم نے اس گھر کا حج تجھ سے دو ہزار برس پہلے کیا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ ہبوطِ آدمؑ فی الہند اور ہبوطِ آدمؑ فی بیت الحرام کی روایات میں تطبیق یوں ہے کہ ہبوطِ اوّل جنت سے ارضِ ہند میں تھا اور ہبوطِ ثانی ارضِ ہند سے بیت الحرام میں تھا مطابق ارشادِ

باری اِھبطوا مصراً۔ اور یہ قول کہ وہ آسمان کی مانند کانپتا تھا یعنی گھومنے والے آسمان کی طرح۔ — آدمؑ اسلئے کانپ اُٹھے کہ وہ جانتے تھے کہ بیتِ حرام فرمانبرداروں کے لئے قرب کا ذریعہ ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو گنہگار خیال کرتے تھے اور اسلئے بھی کہ اُن کا یہ اپنے مولا کے پاس حاضر ہونے کا پہلا موقعہ تھا۔ بعد اس کے کہ اس کی دار کرامت سے نکالے گئے تھے۔ اور حضرت آدمؑ کا سندھ میں وارد ہونا شک کی بناء پر ہے کہ سندھ ہے یا ہند۔

پھر حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بیت الحرام میں آئے اور اس دفعہ حج نہیں کیا بلکہ اس کے بعد حج کیا۔ پس پہلا آنا زیارتِ دعا اور شکر کے طور پر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر انعام کیا تھا کہ توبہ قبول کی۔ علاوہ اس کے احتمال ہے کہ آپ کا آنا موسم حج میں نہ ہوگا اور اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو جُندی نے فضائلِ مکہ میں نکالی ہے اور طبرانی اور ابن عساکر نے عائشہؓ سے نکالی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی توبہ قبول کرنی چاہی تو اُسے سات دفعہ بیت الحرام کے طواف کی اجازت دی اور بیت الحرام اُسوقت ایک ٹیلہ (ربوہ) سُرخ تھا۔ جب اس نے مقام پر نماز پڑھی اُس نے بیت الحرام کی طرف مُنہ کیا اور کہا اللّٰھمّ انّک تعلم سریرتی وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاٰتنی سؤلی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوبی اللّٰھمّ انّی اسئلک ایماناً یباشر قلبی ویقیناً صادقاً حتّٰی اعلم انّہ لن یصیبنی الّا ما کتبت لی والرضاء بما قسمت لی فاوحی اللہ الیہ انّی قد غفرتُ ذنبک ولن یأتینی فذیتک یدعونی بمثل ما دعوتنی الّا غفرت ذنوبہ وکشفت غمومہ وھمومہ ونزعت الفقر بین عینیہ واتجرت لہ منی وراء کلّ تاجرٍ وجاءتہ الدنیا وھی راغمةٌ وان کان لا یریدھا۔

اور وہ جو ارزقی نے تاریخ مکہ میں اور طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے دعوات میں اور ابن عساکر نے ایسی سند سے جس میں کوئی جرح نہیں بریدہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمؑ زمین کی طرف آئے تو بیت الحرام کا طواف کئی ہفتے کیا اور مقام کے مقابل پر دو رکعتیں نماز پڑھی پھر کہا اللّٰھمّ تعلم سرّی وعلانیتی فاقبل معذرتی (الحدیث) سیوطی نے دونوں حدیثیں اپنی تفسیر میں درج کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمؑ نے بیت الحرام کا طواف کیا اور مقام پر نماز پڑھی اور توبہ کے بعد دُعا کی مگر دونوں روایتوں میں حج کرنے کا ذکر نہیں۔

توبۂ آدمؑ و حوّا ہند میں قبول ہوئی

ان میں سے ایک امر یہ ہے کہ حضرت آدم

علیہ السلام کی توبہ بھی ہندوستان میں قبول ہوئی اور انہیں توبہ کے جو کلمات سکھائے گئے یہیں سکھائے گئے جو وصیت آدمؑ میں گزر گئے پس توبہ بھی اسی ارضِ ہند کی مٹی پر اتاری گئی (الحدیث) طبری نے اپنی تاریخ میں کہا ہے جب تین سو سال پورے ہوئے تو آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کلمات سیکھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ پھر جبریل آپ کے پاس بشارت لیکر آئے پھر وہ اس پہاڑ پر ایک سال تک بطور شکر و فرحت کے رہتے رہے۔ پس آپ کے آنسوؤں سے اس پہاڑ پر خوشبویات اور عطر اُگے جو آجکل ہندوستان سے تمام دنیا میں بھیجے جاتے ہیں۔

سیوطی نے کہا کہ دیلمی نے مسند فردوس میں دوسری سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے۔

حرمِ مکہ کی پہلی زیارت

ان امور میں سے ایک امر یہ ہے کہ سب سے پہلا قصد حرمِ مکی کی طرف ہندوستان سے تھا کیونکہ پہلے زائر حضرت آدمؑ تھے سیوطی نے کہا کہ بیہقی نے عطاء سے روایت نکالی ہے کہ آدمؑ ہند میں اتارے گئے تو اللہ تعالیٰ سے کہا میں تو اب فرشتوں کی آوازیں نہیں سنتا جیسا میں جنت میں سنتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدمؑ! آپ کے گناہوں کی وجہ سے۔ پس تو جا اور میرے لئے ایک گھر بنا پھر اس کا طواف کر جیسا کہ تو نے ان فرشتوں کو طواف کرتے دیکھا ہے۔ پھر وہ مکہ آئے اور یہاں بیت حرام کی بنیاد رکھی۔ پس جو جگہ حضرت آدمؑ کے قدموں کی جگہ تھی وہ بستیوں، نہروں اور آبادیوں کی جگہ تھی اور جو ان کے قدموں کے درمیان جگہ تھی جنگل تھی۔ پھر آدمؑ نے ہند سے جاکر چالیس سال حج کئے۔ ابن جریر نے اپنی تاریخ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ پر وحی کی جبکہ وہ ہند کے شہروں میں تھے کہ تو اس گھر کا حج کر۔ تب اس نے اس کا حج کیا (الحدیث) اصفہانی نے اپنی ترغیب میں ایک لمبی حدیث اور ابن عساکر نے مرفوعاً انسؓ سے روایت نکالی ہے اور سیوطی نے اسے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے اس میں ہے کہ حضرت آدمؑ ہند سے حج کو نکلے پس جس جگہ منزل کی اور کھایا پیا وہ بعد میں بستی ہو گئی۔ اور سیوطی نے کہا کہ ابن خزیمہ اور ابو الشیخ نے عظمت میں اور دیلمی نے ابن عباسؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ فرمایا آدمؑ اس گھر میں ایک ہزار بار آئے اور ہندوستان سے یہاں تک کسی پر سوار نہ ہوئے پیدل آئے ان میں سے تین سو حج تھے اور سات سو عمرہ تھا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی بابت پوچھا فتلقّیٰ آدم من ربّہ کلماتٍ فتاب علیہ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو ہندوستان میں اتارا اور حوّا کو جدّہ میں اور ابلیس کو میسان میں اور سانپ کو اصبہان میں اور سانپ کی ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں کی مانند تھیں۔ اور آدم ہندوستان میں ایک سو سال اپنے گناہوں پر روتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس جبریل کو بھیجا اور کہا اے آدمؑ کیا میں نے تجھے اپنے

ہاتھ سے پیدا نہیں کیا؟ کیا مَیں نے اپنی رُوح تجھ میں نہیں پھونکی؟ کیا میرے فرشتوں نے تجھے سجدہ نہیں کیا؟ کیا مَیں نے حوّا کو تیرے نکاح میں نہیں دیا؟ کہا ہاں! فرمایا پس تو کیوں روتا ہے؟ آدمؑ نے کہا مَیں کیوں نہ روؤں۔ مَیں رحمٰن کی ہمسائیگی سے نکالا گیا ہوں۔ فرمایا اچھا تو ان کلمات کو لازم پکڑ۔ اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول کریگا اور تیرے گناہ بخش دے گا۔ قل اللّٰھم انی اسئلك بحقّ محمّدٍ واٰل محمّدٍ سبحانك لا الٰه الّا انت عملت سوء وظلمتُ نفسی فاغفرلی انّك انت الغفور الرحیم اللّٰھمّ انّی اسئلك بحق محمّدٍ واٰل محمّدٍ سبحانك لا الٰه الّا انت عملت سوء وظلمتُ نفسی فتُب علیّ انّك انت التواب الرحیم۔ پس یہ کلمات ہیں جنہیں آدمؑ نے اپنے رب سے سیکھا۔ سیوطی نے کہا ثعلبی نے عکرمہ کے طریق سے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ آدمؑ نے یہ کلمات سیکھے ربّنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکوننّ من الخاسرین۔

اور پہلا حج جو آدمؑ نے کیا وہ عرفات میں کھڑے تھے تو جبریل ان کے پاس آئے اور کہا اے آدم! خالصتہً حج کے احکام بجا لا۔ رہے ہم، ہم نے تو اس گھر کا طواف پچاس ہزار سال تجھ سے پہلے کیا ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں اور پہلی حدیث میں جس میں ہے کہ حضرت آدمؑ نے چالیس حج پیدل چلکر کئے تطبیق یوں ہے کہ آدمؑ نے خاص طور پر ہندوستان سے چل کر چالیس حج کئے اور ان کے سوا ایسے حج ہونگے کہ جب گھر کی طرف آئے تو جب حج کا اتفاق ہوگیا تو حج کیا ورنہ عمرہ کرلیا اور مجموعی طور پر اتنے حج اور اتنے عمرہ ہوگئے۔ سعید بن منصور کی روایت ہے کہ پیدل پر سوار ہوکر حج کئے تھے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا ہند سے پیدل آنا ایک ہزار دفعہ ہو اور سواری کی صورت میں اس کے علاوہ ہو۔ واللہ اعلم۔

حرمِ مکہ سے ارضِ ہند کی طرف آدمؑ وحوا کی مراجعت اور قیام

ان میں سے ایک امر یہ ہے کہ حضرت آدمؑ حرمِ مکہ سے واپس ہوکر ہندوستان میں آئے اور اسے اپنے وطن کے طور پر اختیار فرمایا۔ طبری نے اپنی تاریخ میں کہا کہ جب آدمؑ نے حج پورا کیا تو حوا کے ساتھ ہند کی طرف اس پہاڑ پر جس پر نازل ہوئے تھے واپس آئے اور اس کے بعد چالیس حج کئے۔ اور جب بھی ہر سال حج پورا کرتے تو واپس ہندوستان چلے آتے اور اس نے اپنی تاریخ میں یہ بھی کہا ہے کہ آدمؑ نے ہندوستان میں اپنے لئے ایک گھر بنایا اور اس زمین کو اللہ تعالیٰ نے عزّت دی اور اس میں حیوانات، درندے اور پرندے پیدا کئے۔ بارش برسائی، نباتات اُگائے اور حیوانات کو اس کے لئے مسخر کیا۔ بعض کو اسکے کھانے کے لئے، بعض کو اس کی سواری کے لئے اور بعض کو اس کا بوجھ اُٹھانے کے لئے۔ امام غزالیؒ نے کہا ہے کہ آدم ہند سے مکہ چلے گئے۔ جہاں بھی قدم رکھا بستی

بن گئی اور جہاں نہ رکھا جنگل بن گیا۔ جب عرفات میں ٹھہرے تو حوا کو شناخت کر لیا تب اس کا نام عرفات رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں کی توبہ قبول کی اور تب دونوں ہندوستان میں واپس آئے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے پایا جاتا ہے کہ حضرت آدمؑ کو ہند سے ایک الفت تھی تب ہی تو اس طرف مڑ کر آئے اور اسے اپنے وطن کے طور پر اختیار فرمایا

ارضِ ہند کی مٹی سے آدم کی پیدائش؟

ان میں سے ایک امر یہ ہے کہ حضرت آدمؑ ایک روایت کے مطابق دحنی کی مٹی سے پیدا کئے گئے۔ سیوطی نے کہا کہ ابن سعد نے طبقات میں اور عبد بن حمید اور ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں اور ابن عساکر نے سعد بن جبیر سے روایت نکالی ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو اس زمین میں پیدا کیا جسے دحنی کہا جاتا ہے۔

ان میں سے ایک امر یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کی قبر ایک روایت کے مطابق اس پہاڑ پر ہے جس پر اتارے گئے۔ امام غزالیؒ نے کہا کہ کہا گیا ہے کہ مکہ میں غار ابو قبیس میں دفن کئے گئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بوذ پہاڑ پر ہندوستان میں دفن کئے گئے اور وہیں آپ کی وفات ہوئی۔ اور طبری نے اپنی تاریخ میں وفاتِ آدمؑ کے متعلق لکھا ہے کہ بعض نے ہندوستان کے پہاڑ پر جس پر اتارے گئے اور بعض نے مکہ کے پہاڑ ابو قبیس پر ان کی قبر بتائی ہے اور یہ کہ حوا ان کے بعد سال کے بعد وفات پا گئیں۔ اور شیث نے اسے حضرت آدمؑ کے پہلو میں دفن کر دیا۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت آدمؑ دحنی کی مٹی سے پیدا کئے گئے اور آپ کی قبر وہاں اس حدیث کے مطابق ہے جس میں ہے کہ جہاں سے انسان کی مٹی ہو وہیں دفن بھی ہوتا ہے۔ (الحدیث)

میثاقِ آدمؑ

ان میں سے ایک امر یہ ہے کہ ایک روایت کے مطابق دحنی کے مقام پر میثاق لیا گیا۔ سیوطی نے کہا کہ ابن جریر اور ابن منذر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ کہا ہے کہ جب حضرت آدمؑ کا ہبوط دحنی میں ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی پیٹھ کو مسح کیا اور اس تمام روحوں کو نکالا جن کو وہ قیامت تک پیدا کرنے والا تھا۔ پھر کہا کہ الستُ بربکم قالوا بلیٰ کہ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ انہوں نے کہا ہاں! پس اس دن ہونے والے امور کے بارے میں قلم خشک ہو گئی جو کہ قیامت تک ہونے والے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ ان ارواح میں جو یومِ میثاق کو حضرت آدمؑ کی پیٹھ سے نکالی گئیں جیسا کہ حدیث طویل ابوہریرہؓ میں مرفوعاً آیا ہے اور سیوطی نے اسے اپنی تفسیر میں درج کیا ہے کہ حضرت آدم نے کہا اے میرے پروردگار یہ لوگ کون ہیں جنہیں میں سب سے زیادہ نمایاں نور والے دیکھتا ہوں فرمایا انبیاء علیہم السلام ہیں جو تیری ذریت سے ہوں گے۔ پس ظاہر ہو گیا کہ یومِ میثاق پر ارضِ دحنی تمام انبیاء و مرسلین کے شرف سے مشرف ہوئی اور اسی طرح تمام اولیاء اور کاملین کے وجود سے بھی مشرف

ہوئی جو آدمؑ سے قیامت تک ہونے والے تھے۔

افقِ ہند سے سب سے پہلے آفتابِ نبوت کا طلوع

ان امور سے ایک امر یہ ہے کہ شمسِ نبوت کا طلوع سب سے پہلے افقِ ہند سے ہوا کیونکہ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہی تھے۔

ان امور میں سے وہ اعلیٰ مناقب ہیں جنہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے اور مجھ سے پہلے کوئی ان تک نہ پہنچ سکا۔ سیوطی نے کہا کہ ابن عمر عدنی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش اللہ تعالیٰ کے سامنے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل ایک نور تھا اور یہ نور خدا کی تسبیح بیان کرتا تھا۔ فرشتے بھی اس نور کی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ جب خدا نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو یہ نور آپ کی پشت میں ڈال دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر مجھے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی پشت میں زمین پر اتارا اور پھر مجھے حضرت نوحؑ کی پشت میں منتقل کیا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کی پشت میں آیا۔ علیٰ ہذا القیاس مجھے اللہ تعالیٰ ان بزرگ، معزز اور پاک پشتوں سے منتقل کرتا آیا یہاں تک کہ میں اپنے ماں باپ کی پشت سے ظاہر ہوا جو کبھی زنا پر جمع نہیں ہوئے۔ صاحب مواہب اللدنیہ نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ نور اس کی پشت میں ڈال دیا۔ پس وہ نور آپ کے چہرہ سے چمکتا تھا پھر وہ سارے نوروں پر غالب ہو گیا (انتہی)

سو ثابت ہوا کہ ہندوستان نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے طلوع کا مقام ہے اور اس فیضِ سرمدی کے آغاز کی جگہ ہے اور عرب اس کی غایت اور منتہیٰ ہے۔ اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ عنصری کے ظہور و تجلی کی جگہ ہے اور یہ امر ہندوستان کی فضیلت و عظمت کے لئے کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کعب بن زہیر کا بھلا کرے فرمایا ؎

إنّ الرسول لنورٌ يستضاء به
مُهنّدٌ من سيوف الله مسلولُ

جوہری نے کہا ہے کہ مہنّد وہ منقش تلوار ہے جو ہندوستانی لوہے سے تیار کی جاتی ہے۔

سب سے پہلے ارضِ ہند میں نزولِ روح القدس

ان امور میں سے ایک امر یہ ہے کہ سب سے پہلے روح القدس حضرت آدمؑ پر ہندوستان ہی میں نازل ہوا۔

ان امور میں سے ایک امر یہ ہے کہ ملتِ حنیفیہ کی اذان اور دولتِ محمدیہ کی نوبت سب سے پہلے اسی سرزمینِ ہند سے پکاری اور بجائی گئی۔

ارضِ ہند میں بشارتِ خاتم الانبیاءؑ

ان امور میں سے ایک امر یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام کو خاتم الانبیاءؐ کے ظہور کی بشارت سب سے پہلے اسی سرزمین میں دی۔

یہ تینوں امور ان روایات سے لئے گئے ہیں جنہیں

سیوطی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ طبرانی نے اور ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے ابوہریرہؓ سے تخریج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام ہند میں اُتارے گئے تو اُداس ہونے لگے تب جبریلؑ اُترے تو اُس نے اذان دیدی اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ (دو دفعہ) اشھد ان محمداً رسول اللہ (دو دفعہ)۔ پس آدمؑ نے کہا یہ محمد کون ہیں؟ جبریلؑ نے کہا انبیاء میں سے تیرا آخری بیٹا ہے۔

حجراسود کا نزول

ان امور میں سے ایک امر یہ ہے کہ حجراسود سب سے پہلے ہندوستان میں اُتارا گیا۔ سیوطی نے کہا کہ ازرقی نے ابن عباسؓ سے تخریج کی ہے کہ حضرت آدمؑ جنت سے اُترے تو آپ کے ساتھ بغل میں حجراسود بھی تھا جو جنت کے یاقوت میں سے ایک یاقوت تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کی روشنی کو مدھم نہ کرتا کوئی اس کی طرف نہ دیکھ سکتا تھا۔ (الحدیث) سیوطی نے کہا کہ بیہقی نے دلائل میں سندی سے تخریج کی ہے کہا کہ حضرت آدمؑ جنت سے نکلے اور آپ کے ایک ہاتھ میں حجراسود اور دوسرے ہاتھ میں پتہ تھا۔ پتہ کو پھیلایا تو ہندوستان میں خوشبویات پیدا ہوئیں مگر حجراسود سفید یاقوت تھا جو روشن تھا۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ بنایا اور اس حجراسود کے مقام پر پہنچے تو اسمٰعیلؑ سے کہا کہ ایک ایسا پتھر لے آ کہ جسے میں یہاں لگا دوں تو آپ ایک پتھر پہاڑ سے لائے۔ آپ نے کہا کہ یہ نہیں۔ پھر کئی دفعہ اسے واپس کر دیا اور کسی پتھر کو پسند نہ کیا۔ ایک بار چلے گئے تو جبریل علیہ السلام ہندوستان سے پتھر لائے جسے آدمؑ جنت سے ساتھ لائے تھے۔ پس اس پتھر کو اس جگہ رکھا۔ جب اسمٰعیلؑ آئے تو کہا کہ یہ پتھر کون لایا؟ فرمایا جبریل جو تجھ سے زیادہ ہوشیار تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس روایت میں ہے کہ جبریل ہندوستان سے پتھر لائے اور ابن سعد کی روایت پر ابن عباسؓ سے ہے کہ آدم علیہ السلام اسے ہند سے جبل ابی قبیس پر لائے تھے تطبیق دونوں میں یوں ہے کہ باعتبار ہندوستان میں اول نزول آدمؑ کے پتھر ہندوستان ہی سے تھا۔

عصاءِ موسیٰ کا نزول

ان امور میں سے ایک امر یہ ہے کہ عصاءِ موسیٰ نازل ہوا۔ عنقریب حدیث ابن سعد عن ابن عباس آئے گی اور اس میں ہے کہ اس کے ساتھ حجراسود بھی اُتارا گیا اور برف سے زیادہ سفید تھا اور عصاءِ موسیٰ اس جنت سے تھا جس کی لمبائی دس گز حضرت موسیٰؑ کے طول پر تھی۔ طبری نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی تو اللہ تعالیٰ نے جنت سے اس کی طرف حجر اسود بھیجا اور اس کے پھل اور خوشبویات جیسے آس، نارنج اور بادرنگ۔ پس یہ خوشبویات سرزمین ہند سے ہیں۔ پھر آس کو حضرت آدمؑ نے اس پہاڑ پر گاڑ دیا۔ وہ درخت بن گیا۔ پس عصاءِ موسیٰ اسی درخت کی شاخوں سے بنایا گیا تھا۔

تابوتِ انبیاء کا نزول

ان امور میں سے ایک امر یہ ہے کہ تابوت اُترا۔

سیوطی نے کہا ابن جریر اور ابن منذر نے ابن جریج کے طریق سے ابن عباسؓ سے لمبی روایت تخریج کی ہے جس میں ہے کہ انبیاء جب قتال پر حاضر ہوتے تو اپنے آگے اس تابوت کو کرتے اور کہتے تھے کہ آدم علیہ السلام اس تابوت کو لے کر اُترے اور رکن اور عصاء موسیٰ کو بھی جنت سے ساتھ لائے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ تابوت اور عصاء موسیٰ بحیرۂ طبریہ میں ہیں اور دونوں قیامت سے قبل نکل آئیں گے (یہاں مصنف نے آدمؑ کے ساتھ سونے چاندی کے نزول کا بھی ذکر کیا ہے جسے ہم بخوفِ طوالت چھوڑتے ہیں۔ ناقل)

حضرت شیثؑ ہند میں

ان امور میں سے ایک امر یہ ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام ہندوستان میں تھے۔ یہ حدیث طبرانی سے ماخوذ ہے جو ابی برزۃ الاسلمی سے ماخوذ ہے جن کا ذکر گزر گیا اور اس روایت سے جسے امام غزالیؒ نے ذکر کیا ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ جب حضرت آدمؑ وفات پاگئے تو جبریلؑ نے شیثؑ کو کہا اُٹھو اپنے باپ پر نماز پڑھو! پھر آپ نے ایک تکبیر پڑھی اور امام غزالیؒ سے وہ روایت گزر گئی جس میں ہے کہ حضرت آدمؑ ہندوستان میں وفات پاگئے تھے۔

حضرت نوحؑ ہند میں

ان امور میں سے ایک امر یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام بھی ہندوستان میں تھے۔ یہ اس روایت سے مستنبط ہے جو ابن عباسؓ سے ہے اور نوذ پہاڑ سے حضرت نوحؑ کی کشتی جاری ہوئی تھی۔

دیگر انبیاء کا نزول

اس کے بعد مصنف نے حضرت آدم علیہ السلام کی برکات سے معادن و جواہر کے ظہور کا ذکر کیا ہے پھر نزولِ آلاتِ صنعت و حرفت کا اور آلاتِ جدیدہ اور خوشبویات اور میوے وغیرہ کے نزول کا ذکر کیا ہے پھر قرآن میں کلمہ طیبہ کو جو درخت سے تشبیہ دی ہے، مصنف نے لکھا ہے کہ وہ ہندی اخروٹ کا درخت ہے۔

پھر دانوں اور بیج کے نزول کا ذکر کیا ہے اور پھر ادویات کے نزول کا ذکر کیا ہے۔ پھر چارپایوں کے نزول، حضرت آدمؑ کے پیالے اور جنت کی نہر کے نزول جو سیحون ہے کا ذکر کیا ہے۔ پھر ذکر کیا ہے کہ بعض ہندی لغات بھی قرآن میں آئی ہیں جیسے طوبیٰ جو کہ ہندی میں جنت کا نام ہے۔ اسی طرح سُندس و خضر بھی جو کہ ہندی میں باریک دیباج کا نام ہے۔

مصنف نے پھر امورِ متفرقہ کے ذکر میں سیوطی سے نقل کیا ہے کہ ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے ذکر کیا گیا ہے کہ زمین چوبیس ہزار فرسخ ہے جن میں سے ۱۲ ہزار فرسخ تو ارضِ ہند ہے اور آٹھ ہزار ارضِ چین ہے اور تین ہزار مغرب اور ایک ہزار عرب ہے۔

حضرت سلیمانؑ

پھر مصنف نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ارضِ کابل تک آنے کا ذکر کیا ہے جو کہ ارضِ ہند میں داخل ہے اور یہ زمین وہی ہے

جس کا ذکر اس آیت میں ہے کہ ولسلیمان الریح تجری بامرہ
الی الارض التی بارکنا فیہا الخ۔

غزوۂ ہند اور مسیح و مہدی کا ظہور

پھر مصنف نے لکھا ہے "مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ ابی ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے غزوۂ ہند کا وعدہ کیا پس اگر میں شہید ہو جاؤں تو بہتر شہیدوں میں سے ہونگا اور اگر واپس آگیا تو میں ابوہریرہ محرّر (آزاد) ہوں اور سیرۃ حلبی میں آٹھویں باب میں ہے کہ نسائی اور طبرانی نے ایک اچھی سند کے ساتھ ثوبان (مولی رسول اللہؐ) سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عصابتان من اُمتی احرزھما اللہ تعالی من النار عصابۃ تغزوا الھند وعصابۃ تکون مع عیسی ابن مریم اور کتاب "اشاعۃ فی اشراط الساعۃ" میں سید محمد برزنجی مدنی سے امام مہدی علیہ السلام کے ذکر میں ہے پھر زمین مہدی کے لئے بچھادی جائیگی اور اسلام اونٹ کی طرح اپنی گردن آرام کے لئے اس پر رکھ دیگا (ویلقی الاسلام بجرانہ) اور اس کی اطاعت میں زمین کے سب بادشاہ داخل ہوں گے۔ وہ ہندوستان کی طرف ایک لشکر (بعث) بھیج دے گا، پھر وہ فتح ہوگا اور ہندوستان کے بادشاہ بندھے ہوئے لائے جائیں گے اور ان کے خزانے بیت المقدس (پاک گھر) کی طرف منتقل ہوں گے جو بیت المقدس کا زیور بنائے جائیں گے۔"

(یہاں مصنف موصوف کی عبارات کا ترجمہ ختم ہو گیا جو کہ کتاب کے صفحہ ۲۰ سے صفحہ ۲۲ تک پھیلا ہوا ہے)

یہ لفظ بلفظ ترجمہ متعلقہ باب کا ہم نے اس لئے درج کر دیا ہے تاکہ یہ عام غلط فہمی پوری طرح رفع ہو جائے کہ ہندوستان میں کوئی نبی نہیں آیا۔ اس مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے کہ علماء اُمتِ محمدیہ جو گزر چکے ہیں یہی سمجھتے رہے ہیں کہ ہندوستان بھی نبیوں سے خالی نہیں رہا بلکہ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام جن کی ذرّیت سے تمام انبیاء مبعوث ہوئے ہندوستان ہی میں مبعوث ہوئے۔ حضرت شیث علیہ السلام بھی ہندوستان میں نبی ہوئے۔

پس آخری زمانہ کا مہدی و مسیح جسے روایات میں حضرت آدم سے بھی مشابہت دی گئی ہے کا ہندوستان میں آنا قابلِ اعتراض بات نہیں بلکہ اس کی سچائی کی علامت ہے۔ آخری زمانہ کے مسیح حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام خود فرماتے ہیں ؎

پھر دوبارہ ہے اُتارا تو نے آدم کو یہاں
تا وہ نخلِ راستی اِس ملک میں لائے ثمار

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۰

مکتبۃ الفرقان
ربوہ سے جملہ کتب منگوانے کے لئے مکتبۃ الفرقان ربوہ کو لکھئے۔ (مینجر)

"مرزا صاحب کے دعوے کے خلاف مولوی محمد علی کا اجتہاد"

{ عنوان بالا سے جو مضمون مسیحی رسالہ "ھما" جبلپور اکتوبر ۱۹۶۵ء میں کیو فرانسس سوز بیٹی کا شائع ہوا ہے اس کا متعلقہ حصہ ہم ذیل میں لفظ بلفظ نقل کرتے ہیں امید ہے غیر مبایع بھائی اس پر خاص طور پر غور فرمائیں گے۔ (ایڈیٹر) }

"یہ بہت مستند روایت ہے کہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد ہی یعنی خلیفۂ اوّل مولوی نور الدین صاحب بھیروی کے دورِ خلافت میں ہی محمد علی گروپ نے آہستہ آہستہ رخنہ اندازی کا آغاز کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ مولوی نور الدین کی نگاہوں کے سامنے جماعت کی تباہی کا منظر بھیانک روپ اختیار کر سکتا گیا تھا اور جماعت احمدیہ کے خلیفۂ اوّل لاہوری احباب کی چیرہ دستیوں اور سازشوں سے دل برداشتہ ہی دنیا سے اُٹھ گئے۔

جناب مرزا بشیر الدین محمود یعنی مرزا صاحب کے صاحبزادے اور موجودہ خلیفۃ المسیح ثانی و امامِ جماعت جب مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو لاہوری احباب یعنی مولوی محمد علی کے گروپ نے بارودِ اختلاف میں چنگاری لگا کر کھلم کھلا مخالفت کا آغاز کر دیا اور ایک الگ جماعت کی بنیاد ڈال کر نہ صرف کلیتہً الگ ہو گئے بلکہ مرزا بشیر الدین صاحب کی مخالفت میں اتنا غلو کر گئے کہ "بغضِ معاویہ" میں خود اپنے پیر و مرشد مرزا صاحب کے اصولوں کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ لاہوری جماعت جس کو قادیانی گروپ (اور اب اہلِ ربوہ) جماعتِ غیر مبایعین کہتا ہے ہمیشہ اقلیت میں رہی مولوی محمد علی امیر لاہوری جماعت نے اس کمی کو پورا کرنے کیلئے ایسا رویہ اختیار کیا کہ عام مسلمانوں کی نظر میں اُن کو مقبولیت حاصل ہو۔ چنانچہ ایک طرف تو عام مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے بنیادی عقیدہ یعنی مرزا صاحب کو ظلّی و بروزی نبی اِن معنوں میں تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ فی الحقیقت نبی تھے بلکہ ظلّی و بروزی نبی تو مرزا صاحب کو تسلیم کر لیا گیا مگر تاویل کر کے ان کو مسندِ نبوت سے اُتار کر اولیائے کرام کی صف میں لا بٹھایا۔

مولوی صاحب کے اس سارے جوڑ توڑ کی وجہ اور بنا مخالفت و مخاصمت جماعت کی قیادت تھی جو اگرچہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کی غیر معمولی مقبولیت و ہر دلعزیزی کے باعث قادیانی گروپ میں تو حاصل نہ ہو سکی مگر ایک اقل ترین گروپ کی قیادت ضرور ان کو حاصل ہو گئی۔

مولوی صاحب کی دیکھا دیکھی اور کچھ لاہوری گروپ کے اکسانے پر مولوی نور الدین صاحب مرحوم خلیفہ اول کے صاحبزادے کی قیادت میں ایک حقیقت پسند گروپ بھی وجود میں آگیا جس نے کھلم کھلا محمود میاں کے کردار پر چھینٹے کسنا شروع کر دیا۔ لاہوری گروپ کی ہمدردی بھی حقیقت پسندوں کو حاصل تھی لیکن پھر بھی یہ کامیابی حاصل نہ کر سکے اور اب تو ان کے سرخیل منان صاحب نے مذہبی میدان چھوڑ کر ملازمت اختیار کر لی ہے۔

مرزا صاحب کے مولوی محمد علی صاحب کا اختلاف کوئی معمولی اختلاف نہیں ہے عجیب بات یہ ہے کہ جن امور کو وہ

مرزا صاحب کے زمانے میں خود مانتے آئے تھے میاں صاحب (مرزا بشیر الدین محمود) کی مخالفت اور اپنی نوزائیدہ جماعت کو مقبول بنانے اور عامۃ المسلمین میں ہر دلعزیز ہونے کی جدوجہد میں ان کا صریحاً انکار کر بیٹھے۔ بظاہر اس انکار و انحراف کی وجہ محمد علی صاحب کا خود ساختہ مفروضہ اجتہاد ہے جبکہ مولوی صاحب اپنے پیرومرشد کو مامور من اللہ تسلیم کرتے تھے مگر اُن کے مسلمات و نظریات سے انکار و انحراف کو اجتہاد قرار دیا حالانکہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنی کتاب "النبوۃ فی الاسلام" ص۱۳۱ میں تحریر کیا ہے کہ:-

"مسیح موعود کی پیروی کا دعویٰ کر کے مسیح موعود کے پیش کردہ معنوں کو قبول کرنے سے انکار کرنا پیروی کے دعوی کو باطل کرتا ہے۔"

لیکن مرزا صاحب کو مسیح موعود تسلیم کر لینے کے باوجود مولوی محمد علی صاحب ان کو حَکَم تسلیم نہیں کرتے اور اپنے مذکورہ بالا قول کی خود ہی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"گو اولوالامر کی اطاعت کا حکم بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کے ساتھ دیا ہے مگر جب تنازع واقع ہو تو اس صورت میں رجوع صرف اللہ اور رسول کی طرف ہے یعنی قال اللہ اور قال الرسول کی طرف یا قرآن اور حدیث کی طرف۔ پس کتنا ہی کوئی عظیم الشان اولوالامر اس امت کے اندر کیوں نہ ہو؟ بصورت تنازع آخری رجوع صرف قرآن و حدیث کی طرف ہوگا۔"

(مسیح موعود ص۲۲)

مولوی صاحب نے اپنے اسی خیال کا اعادہ النبوۃ فی الاسلام ص۲۱۲ میں بھی ان الفاظ میں کیا ہے:-

"اس اُمت میں اولوالامر کی اطاعت بھی ایک شرط کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ فرمایا:
فان تنازعتم فی شیءٍ فردّوہ الی اللہ والرسول
اگر اولوالامر کے ساتھ تنازع ہو تو پھر اس معاملہ کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ۔"

اسی نظریہ کو مزید وضاحت کے ساتھ لاہوری جماعت کے ہفت روزہ "پیغام صلح" میں ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے کہ:-

"آپ (یعنی مرزا صاحب) کی حیثیت ایک اولوالامر کی تھی جس کے متعلق قرآن کریم کا صاف فیصلہ ہے کہ فان تنازعتم فی شیءٍ فردّوہ الی اللہ والرسول آپ کے بعد فہم قرآن بند نہیں ہو گیا اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے اور جس بات میں آپ مامور نہیں تھے اس میں آپ کے خیال سے اگر کوئی شخص اختلاف کرتا ہے تو یہ ناجائز نہیں۔ حَکَم و عَدل کے یہ معنی نہیں کہ ہر بات اور ہر اسلامی مسئلہ میں آپ حَکَم و عَدل ہیں۔ اگر ایسا مانا جائے تو پھر امن ہی اُٹھ جاتا ہے۔"

(پیغام صلح مورخہ ۱۲/۱۸ ۱۹۱۶ء)

مولوی صاحب کے اس نظریہ کے متوازن مرزا صاحب کی یہ تحریر دیکھئے تو دونوں حضرات کی تحریروں میں بیّن اختلاف و تضاد نظر آئے گا۔ حَکَم کے عربی میں یہی معنے ہیں کہ جو وہ فیصلہ دے وہ قبول کیا جائے خواہ وہ کسی کی مرضی اور فہم کے مطابق ہو یا نہ ہو چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال

میں مجھے حَکَمْ ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں" (اربعین ۳ ص۳۴ حاشیہ)

یہ نظریاتی اختلاف دونوں مرید و مرشد کا اور بھی نمایاں ہو جاتا ہے جب کہ مرزا صاحب کسی قرآنی آیت کو اپنی صداقت کے استدلال کے لئے پیش فرماتے ہیں لیکن محمد علی صاحب اس کے برعکس معنی کرنے لگتے ہیں اور ایسے مقامات پر مرید و مرشد دونوں کے بیانات کا اختلاف ایک عجیب مضحکہ خیز صورت اختیار کر جاتا ہے اس میں سے بطور نمونہ چند حسب ذیل ہیں :-

(۱) آیت مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا

اس آیت کے متعلق مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

"مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا پس اس سے مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی کھلے کھلے طور پر قرآن کریم میں ثابت ہوتی ہے کیونکہ جو شخص غور اور ایمانداری سے قرآن شریف کو پڑھے گا اس پر ظاہر ہوگا کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت جب کہ اکثر حصے زمین کے زیر و زبر کئے جائیں گے اور سخت طاعون پڑے گی اور ہر ایک پہلو سے موت کا بازار گرم ہوگا اس وقت **ایک رسول** کا آنا ضروری ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا :-

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا

یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک کہ عذاب سے پہلے رسول نہ بھیج دیں۔

پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت رسول آئے۔ جیسا کہ گزشتہ واقعات سے ظاہر ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو۔ اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے پس **وہی رسول مسیح موعود** ہے" (تتمہ حقیقۃ الوحی)

اب ملاحظہ ہو کہ محمد علی صاحب اپنے مرشد کی اس دلیل کو کس طرح کاٹتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں :-

"بعض وقت (سلسلہ نبوت و رسالت کے اجراء پر) مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے کہ چونکہ اس زمانہ میں عذاب آرہا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ رسول مبعوث ہوا ہو تو سوال یہ ہے کہ اس وقت تو بہرحال کوئی رسول موجود نہیں، حالانکہ عذاب آج بھی آرہے ہیں۔ اگر یہ کسی گزشتہ رسول کی وجہ سے ہیں تو پھر آنحضرت ہی وہ رسول کیوں نہیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت

کا زمانہ ختم ہو گیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے کوئی حد بندی کہیں لگائی ہے، تیرہ سو سال تک جو عذاب آئیگا وہ رسول کے انکار کی وجہ سے آئے گا۔ اور پھر اگر مسیح موعود رسول ہیں تو یہی معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کی وجہ سے کتنی مدت تک عذاب آئے گا، تاکہ اس کے بعد کسی اور نبی کی تلاش کی جائے۔"

(النبوۃ فی الاسلام صـ۱۰۱)

اس کے ساتھ ہی اگر مولوی صاحب کا یہ تفسیری نوٹ بھی ملا کر پڑھا جائے تو بیان اور صاف ہو جاتا ہے:

"جو لوگ ان الفاظ (ما کنا معذبین) سے یہ مراد لیتے ہیں کہ دنیا میں کبھی کوئی عذاب نہیں آتا جب تک پہلے ایک رسول اس وقت مبعوث نہ کیا جائے وہ غلطی کرتے ہیں۔"

(بیان القرآن جلد دوم صـ۱۱۱۱ از مولوی محمد علی)

اب بات یہاں بخوبی واضح ہو گئی کہ مولوی صاحب نے اپنے پیر و مرشد کا مذکورہ بالا قرآن پر مبنی دعویٰ رد کر دیا حالانکہ ایک مقام پر تحریر کرتے ہیں کہ:-

"مسیح موعود کی پیروی کا دعویٰ کر کے مسیح موعود کے پیش کردہ معنوں سے انکار کرنا پیروی کے دعوے کو باطل کرتا ہے۔" (النبوۃ فی الاسلام صـ۲۳۱)

(۲) ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ

جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"مجھے بتایا گیا ہے کہ تو ہی اس کا مصداق ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (اعجاز احمدی)

اس کے علاوہ فرماتے ہیں:-

"سو مقدر تھا کہ ایسا ہی مسیح موعود کے دنوں میں ہوگا جیسا کہ فرماتا ہے:

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے۔" (اشتہار چندہ منارۃ المسیح صـ۳)

اب مرزا صاحب کے بالکل برعکس محمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"یہ کہنا کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے اس کے صاف یہ معنی ہیں کہ جس رسول کا ہادی اور دین حق کے ساتھ بھیجے جانے کا ذکر ہے وہ محمد رسول اللہ نہیں بلکہ مسیح موعود ہیں۔ اگر ایک بھی قول آپ کسی مفسر کا نہ دکھا سکیں تو شرم کا مقام ہے۔" (رسالہ احمد تحقیقی صـ۲۲)

مولوی صاحب کے اس بیان کے تحت مرزا صاحب کا مذکورہ بالا آیت سے استدلال کرنا نہ صرف یہ کہ ایک قبیح بدعت ہے بلکہ قابل شرم بھی ہے۔

(۳) آیت وآخرین منھم

"یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں۔ وہ ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے تعلیم و تربیت پائیں۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا، اس لئے اس کے

اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول رکھا جاتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷)

لیکن محمد علی صاحب اپنے مرشد کی تردید میں لکھتے ہیں:-

"یہاں (آیت آخرین منھم میں) دو رسولوں کی بعثت کا ذکر ہے - ایک اُمیّین میں اور ایک وآخرین منھم میں ..... اس آیت کے معنی صاف ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صرف اُن اُمیوں کے ہی معلم اور مزکی نہیں بلکہ اُن پچھلے لوگوں کے بھی معلم اور مزکی ہیں جو ابھی اُن سے نہیں ملے اور یوں اس میں کسی دوسرے رسول کے آنے کی تردید کی ہے۔"

(النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۰۲-۱۰۴ اور کتاب مسیح موعود صفحہ ۱۲۱)

جناب مرزا صاحب نے مذکورہ بالا تینوں آیات کو اپنے دعویٰ مسیح موعود کی صداقت کی محکم دلیل کے طور پر پیش کیا ہے لیکن ان کے شاگرد رشید مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے نے شدت سے اس کی تردید کی ہے۔"

غیر مبائع دوستوں کی بے بسی

غیر مبائعین کے رسالہ روح اسلام نے عالم تصوّر میں اسلامی سلطنت کے قاضی کے سامنے ایک غیر مبائع قیدی کو پیش کرکے حسب ذیل مکالمہ شائع کیا ہے:۔

"قاضی۔ کیا مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہو؟

قیدی۔ جی نہیں اس زمانے کا مجدد مانتا ہوں۔

قاضی۔ کیا مرزا غلام احمد کے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہو؟

قیدی۔ ہرگز نہیں۔

قاضی۔ ہماری رائے میں تم بھی مرتد ہی ہو۔

قیدی۔ حضور! مرزا صاحب کو نبی نہ مان کر اور مرزا صاحب کو کافر قرار نہ دے کر بھی میں مرتد کا مرتد ہی رہا؟"

(روح اسلام لاہور جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۱۵)

الفرقان۔ ہم اپنے بھائیوں کو آیت قرآنی أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں غور کرنا چاہیئے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا مقام کم کرکے کیا پھل پایا ہے؟ غیروں کی نظر میں بقول خود وہ آج بھی "مرتد کے مرتد" ہی ہیں! +

ایک نیا انداز فکر

حضرت مسیح کے صلیبی واقعہ کے متعلق انجیلی بیان پر تبصرہ

(جناب گیانی واحد حسین صاحب فاضل)

(۲)

سزا کا رومی قانون

عیسائی ہمیں بتاتے ہیں کہ بریت کا فتویٰ اُسی دن سُنا دیا جاتا تھا لیکن سزا کا فتویٰ ایک دن بعد سُنایا جاتا تھا (تفسیر متی صفحہ ۱۲۴ مصنفہ پادری ایچ۔ گوسٹنش) ڈاکٹر جیمس سٹاکر صاحب لکھتے ہیں:-

"روم میں بھی اُس وقت ایک رحیمانہ قانون جاری تھا جس کے رُو سے سزائے موت اور اُس کے عملدرآمد کے مابین دس دن کا وقفہ دیا جاتا تھا" (یسوع مسیح کی گرفتاری اور موت صفحہ ۲۳)

انجیل مرقس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کے وقت حضرت مسیح کو گرفتار کیا گیا اور رات کے اندھیرے میں ہی مقدمہ کی کارروائی مکمل کی گئی۔ صبح ہوتے ہی تیسرے گھنٹے یعنی ۹ بجے آپ کو صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ (باب ۱۵)۔ دنیا کی کوئی مہذب حکومت ایسا ظلم و ستم روا نہیں رکھتی کہ فیصلہ سُناتے ہی ملزم کو سیدھا مقامِ صلیب پر لے جائے اور صلیب پر لٹکا دے، ملزم کو اپیل کا موقعہ تک نہ دے۔ ایسی ناانصافی اور ظلم رومی حکومت سے بالکل ناممکن تھا۔ اس کے عدل و انصاف اور قابلِ تعریف قوانین عیسائیوں کو مسلّم ہیں۔ اگر رومی حاکم حضرت مسیح کو صلیبی موت کی سزا دیتا تو ضروری تھا کہ وہ یہ حکم رومی قانون کے مطابق سنیچر کے روز سُناتا اور عملدرآمد کے لئے دس دن کی مہلت دیتا۔ پیلاطوس مسیح کو چھوڑنا چاہتا تھا۔ اس درمیانی عرصہ میں رہائی کی کوئی نہ کوئی صورت نکل آتی۔ عیسائی یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ رومی حاکم پیلاطوس کس قدر منصف مزاج تھا۔ علاوہ اس کے اس کی بیوی نے کہلا بھیجا کہ یسوع سے کچھ کام مت کرو بلکہ اسے چھوڑ دو۔ جیسے متی ۲۷/۱۹ میں ہے۔ (یوحنا کی انجیل کی تفسیر صفحہ ۱۹۶ از پادری رابرٹ ہاسکنس مطبوعہ ۱۸۹۶ء)

انجیل یوحنا کا بیان

آخری انجیل یعنی انجیل یوحنا جو بڑے غور و خوض کے بعد لکھی گئی اُس میں لکھا ہے:-

"سو جب سردار کاہن اور پیادوں نے اُسے دیکھا تو چلا کے کہا کہ صلیب دے

صلیب دے۔ پلاطوس نے انہیں کہا
تمہیں اسے لو اور صلیب دو کیونکہ میں
اس میں کچھ قصور نہیں پاتا ...... تب
اس نے اسے ان کے حوالہ کیا کہ اسے
صلیب دی جائے اور وہ یسوع کو
پکڑ کے لے گئے ...... وہاں انہوں نے
اسے اور اس کے ساتھ دو اور کو
صلیب پر کھینچا۔" (یوحنا $\frac{19}{6-16-18}$)

مندرجہ بالا حوالہ سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ رومی حاکم پلاطوس نے حضرت مسیحؑ کو صلیب کی سزا نہیں دی بلکہ آپ کو یہودیوں کے حوالے کر دیا تھا اور یہودیوں نے آپ کو صلیب دی پس عیسائیوں کا یہ کہنا کہ یہودیوں نے حضرت مسیحؑ کو رومی صلیب کی سزا دلوائی کسی صورت میں درست نہیں۔

کیا ہر صلیبی موت لعنتی موت ہے؟

جناب پولوس حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں:-

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اس
نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے
چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی
پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔" (گلتیوں $\frac{3}{13}$)

پولوس کا مندرجہ بالا بیان درست نہیں کیونکہ ہر ایک شخص جو لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی نہیں ہو سکتا۔ توریت جس کا اقتباس پولوس نقل کرتا ہے اس میں گناہ شرط ہے۔ لکھا ہے:-

"اگر کسی نے کچھ ایسا گناہ کیا ہو جس
سے اس کا قتل واجب ہوا اور وہ مارا
جائے اور تو اسے درخت پر لٹکائے
تو اس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکی
نہ رہے بلکہ تو اسی دن اسے گاڑ دے۔
کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا
کا ملعون ہے۔" (استثناء $\frac{21}{22-23}$)

اس عبارت میں پھانسی دیئے جانے والے شخص کیلئے شرط ہے کہ اس نے کچھ ایسا گناہ کیا ہو جس سے وہ واجب القتل ہو وہ شخص لعنتی ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک اور یہودیوں کے عقیدہ میں بھی جب مسیحؑ گناہ سے پاک اور معصوم تھے تو وہ کسی صورت میں لعنتی نہیں ہو سکتے۔ اگر کسی بے گناہ کو صلیب پر لٹکا دیا جائے تو وہ لعنتی نہیں ہو سکتا۔ پولوس نے یہ تاویل یہود سے مرعوب ہو کر کی تھی جو سراسر غلط ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ انجیل متی مرقس اور لوقا کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کو پلاطوس نے صلیب پر لٹکایا۔ اور آخری انجیل نے ہمیں بتایا ہے کہ یہودیوں نے آپ کو صلیب دی حقیقت میں یہ دونوں متضاد بیان درست نہیں۔ کیونکہ یہودی دین میں صلیب دینا روا نہیں اور پلاطوس حضرت مسیحؑ کو بے گناہ سمجھتا تھا۔ پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ اگر بے گناہ ہوتے ہوئے بفرض محال مسیحؑ صلیب پر مر بھی جاتے تو وہ لعنتی نہیں بن سکتے۔ اس طرح بھی عیسائیوں کا کفارہ کا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

خدا تعالیٰ کی صفتِ مالکیّت کا ایک عجیب ظہور

ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے ⁂ اگر سوچو یہی دارالجزا ہے

(محترم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی جو اُمّ الصفات بیان ہوئی ہیں ان میں چوتھی عظیم الشان صفت مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے یعنی جزا و سزا کے وقت کا مالک۔ قرآن مجید کے دوسرے مقامات میں اس صفت پر بڑی شرح و بسط سے روشنی ڈالی گئی ہے اور اسکی وضاحت میں یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (سورۂ زلزال) یعنی جس شخص نے ایک ذرّہ کے برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسکے نتیجہ کو دیکھ لے گا اور جس نے ایک ذرّہ کے برابر بھی بدی کا ارتکاب کیا ہوگا وہ اس کا خمیازہ بھگتے گا۔

ظاہر ہے کہ ثواب و عقاب کا اس رنگ میں مکمل ظہور تو قیامتِ کبریٰ کے دن ہی ہو سکتا ہے مگر چونکہ انبیاء علیہم السلام اس دنیا میں خدائی حکومت کے نمائندے اور اس کا ظِلّ ہوتے ہیں اسلئے ان کا زمانہ ایک طرح سے "یوم الدین" بن جاتا ہے اور مالکیت کی صفتِ خداوندی ان کے ذریعہ سے جلوہ نما ہوتی ہے اور چونکہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مظہرِ اتم ہیں اسلئے آپ کے وجودِ مبارک میں خاص طور پر صفتِ مالکیت کی تجلّی بار بار اور خارقِ عادت رنگ میں ہوئی جس کی نظیر دوسرے مذاہب کی تاریخ میں تلاش کرنا بے سُود ہے۔

علاوہ ازیں دوسرے انبیاء کے مقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی خصوصیت اور امتیاز حاصل ہے کہ حضورؐ کی قوتِ قدسیہ اور فیضانِ روحانی اور تاثیراتِ سماویہ کی بدولت آج بھی ہم آپؐ کے حقیقی خادم اور اس زمانہ کے امام سیدنا المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات و نشانات کی صورت میں صفتِ مالکیت کے عجیب نمونے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔

ان نشانات کا سلسلہ تو بہت وسیع ہے مگر اس مختصر سے مضمون میں بطور مثال ایک نہایت عجیب اور ایمان افزا نشان عرض کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۱۸۹۲ء میں الہام ہوا:۔

"اِنِّیْ مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ
وَاِنِّیْ مُعِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَكَ"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صلا)

یعنی جو تیری اہانت کا ارادہ بھی کرے گا میں اُس کی اہانت کروں گا اور جو شخص تیری مدد کرنے کا ارادہ بھی کریگا میں

اس کی اعانت کروں گا۔

خدائی جلال و جمال پر مشتمل یہ آسمانی خبر بے شمار طریقوں پر پوری ہوئی اور ہو رہی ہے جن میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ فرقہ اہلحدیث کے نامور، ممتاز اور مایۂ ناز عالم و مناظر جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مدیر "اہلحدیث" کی زندگی میں ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی اہانت اور اعانت کے دو ایسے واقعات ملتے ہیں جن کا بدلہ خدا تعالیٰ کی جناب سے ان کو اس دنیا میں بھی دیدیا گیا ہے۔

پہلا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر اخبار وکیل امرتسر ۱۳ر جون ۱۹۰۸ء میں یہ تحریر فرمایا کہ:-

"ہم سے کوئی پوچھے تو ہم خدا لگتی کہنے کو تیار ہیں کہ مسلمانوں سے ہو سکے تو مرزا صاحب کی کل کتابیں سمندر میں نہیں کسی جلتے تنور میں جھونک دیں"

(بحوالہ الحکم ۱۸ر جون ۱۹۰۸ء صفحہ)

اِس اہانت آمیز بیان کی پاداش میں کیا ہوا؟ "سیرت ثنائی" کے مؤلف جناب عبدالمجید صاحب سوہدری فسادات ۱۹۴۷ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے دلدوز حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ روح فرسا واقعہ تحریر فرماتے ہیں:-

"لٹیروں نے اسی پر بس نہ کی بلکہ آپ کا وہ عزیز ترین کتب خانہ جس میں ہزارہا روپے کی نایاب و قیمتی کتابیں تھیں اور جن کو آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کیا اور خریدا تھا جلا کر خاک کر دیں۔ کتابوں کے جلنے کا صدمہ مولانا کو اکلوتے فرزند کی شہادت سے کم نہ تھا۔ یہ کتابیں حضرت کا سرمایۂ زندگی تھیں اور ان میں بعض تو اس قدر نایاب تھیں کہ ان کا ملنا ہی مشکل بلکہ ناممکن ہو چکا تھا۔ یہ صدمہ جانکاہ آپ کو آخری دم تک رہا" (سیرت ثنائی صفحہ ۳۹۲ طبع اوّل)

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا دوسرا واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسلک کی اعانت کے تعلق میں ہے جو یہ ہے کہ اگست ۱۹۲۴ء میں حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کو کابل میں محض احمدیت کی بناء پر شہید کر دیا گیا تھا جس پر انہوں نے اپنے اخبار "اہلحدیث" میں تحریر فرمایا:-

"ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ صورت موجودہ میں سنگسار کرنے کا حکم نہ قرآن میں ہے، نہ حدیث میں، نہ کتب فقہ حنفیہ میں، نہ فقہ شافعیہ وغیرہ میں"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ۳ر اکتوبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۴)

ربّ العزت کو مولوی صاحب کی یہ تائیدِ حق ایسی پسند آئی کہ اس نے اپنے مسیحؑ سے کئے ہوئے وعدہ "اِنِّی مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ" کے مطابق ۱۹۴۷ء کے ان خونریز ہنگاموں میں جبکہ امرتسر میں (براہین احمدیہ)

حاصلِ مطالعہ

حضرت موسیٰ تعلیم یافتہ تھے

سرسید احمد خان صاحب تفسیر القرآن جلد ہفتم میں زیر آیت وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا لکھتے ہیں:-

"اس آیت کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے ......

...... ہم کو کچھ حال حضرت موسیٰ کا بیان کرنا چاہیئے۔ واضح ہو کہ جب موسیٰؑ فرعون کے محل میں پرورش پا کر تعلیم کے قابل ہوئے تو انہوں نے بہت اعلیٰ درجہ کی تعلیم پائی تھی۔ اصل شہر جس میں فرعون کا پایۂ تخت تھا اس کا نام عمسیس تھا اور اس سے تھوڑی دور ایک اور شہر تھا اس کا نام تھا ہیلیو پولس (یعنی مدینۃ الشمس) اس شہر میں ایک بہت بڑی یونیورسٹی تھی اور تمام علوم کی اس میں تعلیم ہوتی تھی اور حضرت موسیٰ نے نہایت اعلیٰ درجہ کے علوم تک اس یونیورسٹی میں تعلیم پائی تھی۔ اس کا مختصر ذکر اعمال حواریین میں بھی ہے ...... علاوہ اسکے ڈاکٹر ولیم اسمتھ نے قدیم کتابوں سے ڈکشنری آف بائبل میں اس کا مفصل حال لکھا ہے جس کا بعینہٖ ترجمہ ہم لکھتے ہیں۔

اس میں لکھا ہے کہ "اس وقت سے بہت رسول تک موسیٰؑ کو باشندۂ مصر خیال کرنا ضرور ہے۔ توریت میں اس زمانہ کا کچھ ذکر نہیں ہے مگر عہد جدید سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ تعلیم یافتہ تھے اور انہوں نے مصریوں کی ساری حکمت میں تربیت پائی اور قول اور فعل میں بڑے لائق تھے (اعمال باب ۷ آیت ۲۲) مفصلہ ذیل مختصر احوال یہودی اور مصری روایات کا ہے جس سے کہ اس مقدس مصنف کے (اس زمانہ کے) جو حالات معلوم نہیں ہیں معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی تعلیم ہیلیو پولس میں ہوئی تھی (تصنیفات اسٹریبو سے مقابلہ کرو باب ۱۷ فقرہ اول) اور وہاں بطور مقدس قوہن کے جہاں کہ ان کا مصری نام اوسارسف یا ٹیتھن تھا پرورش پائی۔ بحسب رائے مینیتھو (جو قدیم مورخ ہے) لفظ 'اوسارسف' مشتق ہے 'اوساری رس' سے جو ایک مصری معبود کا نام تھا اور 'اوسارسف' کے معنے یہ ہیں جس کو 'اوساری رس' نے بچایا ہو۔ حضرت موسیٰ کو کل سلسلہ یونانی، کالڈی اور اسیرین لٹریچر کا پڑھایا گیا تھا۔ مصریوں سے انہوں نے میتھی میٹکس سیکھا تا کہ ان کا ذہن بلا تعصب صدق کے قبول کرنے کے قابل ہو۔ انہوں نے کشتیاں اور تعمیر کے اوزار اور نیز آلات حرب اور پانی کی کلیں اور حروف جو تصویروں کی صورت میں لکھے جاتے تھے اور زمین کی قسموں کو ایجاد کیا۔ انہوں نے 'ارفیوس' کو تعلیم دی اور اس وجہ سے یونانی حضرت موسیٰؑ کو موسیس کہنے لگے اور مصری ہرمیز (ہرمس) کہنے لگے۔ انہوں نے علم صرف و نحو یہودیوں کو سکھایا اور وہاں سے وہ علم فنیشیا اور یونان میں پہنچا۔ حضرت موسیٰ کو ایک مہم پر جو

بخلاف حبشیوں کے بھی بھیجا گیا تھا اور انہوں نے اُس ملک کے سانپوں کو اِس طرح پر معدوم کیا کہ ملک بھر میں کھانچے بھر بھر کر پرندے مارخور جانور چھوڑ دیئے اور شہر "ہرمولیس" بطور یادگار اپنی فتح کے آباد کیا۔ پھر وہ شہر "سبا" کی طرف جو ایتھوپیا کا دارالخلافت تھا روانہ ہوئے اور اس شہر کا نام اپنی متبنیٰ کرنے والی ماں مسمّٰی "مریس" کے نام پر "مروہ" رکھا اور اسی جگہ حضرت موسیٰؑ نے ان کو دفن کیا۔ بادشاہ ایتھوپیا کی بیٹی مسمّٰی "تھاربیس" کو اُن سے تعشق ہوگیا تھا اور حضرت موسیٰؑ مع اس لڑکی کے بطور اپنی بی بی کے خوش و خرم مصر کو واپس آئے۔"

(ڈکشنری آف دی بائیبل مصنفہ ڈاکٹر ولیم اسمتھ جلد ۲ صفحہ ۴۲۵، صفحہ ۴۲۶)

حال میں جو احمد افندی نجیب نے قدیم مصر کی تاریخ لکھی ہے اُس میں بھی اِس شہر کا ذکر کیا ہے "وہ لکھتا ہے کہ عین الشمس کا قدیم نام "ان" ہے یہ مصریوں کا قدیم مقدس شہر تھا۔ اور وہاں اُن کے دیوتا "رع" (آفتاب) کا مندر تھا۔ اور اس شہر میں ایک یونیورسٹی تھی جس کی شہرت کے سبب سے سولون جو یونان کا مقنّن تھا اور افلاطون اور فیثاغورث علم کی تحصیل کے لئے اِس یونیورسٹی میں داخل ہوئے تھے اور رعمسیس ثالث کے زمانہ میں جو بیسویں شاہی خاندان کا بادشاہ تھا۔ ایک مندر میں بارہ ہزار طالب علم تعلیم پاتے تھے۔"

(الاثر الجلیل لقدماء وادی النیل صفحہ ۳۴)

(تفسیر القرآن جلد ہفتم صفحہ ۵۸-۵۹ مصنفہ سر سید احمد خان صاحب۔

مرسلہ:۔ سلطان محمود انور مربی سلسلہ منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

خدا تعالیٰ کی صفتِ مالکیت کا ایک عجیب ظہور

(بقیہ صفحہ ۳۸)

مسلمانوں کا بے دردانہ قتل عام ہو رہا تھا اور جس کے دَوران آپ کا اکلوتا فرزند بھی غنڈوں کی چیرہ دستیوں کا شکار ہوا مولوی صاحب موصوف کو قتل ہونے سے بالکل محفوظ رکھا اور وہ امرتسر سے زندہ سلامت بچ کر سرزمین پاکستان میں تشریف لے آئے اور عجیب بات یہ ہے کہ آپ کی حفاظت کا یہ واقعہ ٹھیک اسی مہینہ (اگست) میں ہوا جس میں حضرت مولوی نعمت اللہ صاحب رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا تھا۔

یقیناً وہ لوگ جو اس حقیقتِ ثابتہ پر ایمان و یقین رکھتے ہیں کہ زمین پر وقوع پذیر ہونے والے ہر واقعہ کا فیصلہ پہلے آسمان پر ہوتا ہے، مندرجہ بالا واقعہ کو ہرگز اتفاقی حادثہ قرار نہیں دے سکتے بشرطیکہ صداقت پسندی ان کا شعار ہو اور حق جوئی اُن کا شیوہ !! یقیناً مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی کے اِن واقعاتِ اہانت و اعانت میں اہلِ بصیرت کے لئے عبرت و نصیحت کا سامان موجود ہے۔

ایڈیٹر کی ڈاک میں سے کچھ!

(۱) محترم جناب سید فضل الرحمٰن صاحب چھپرا بہار (بھارت) سے تحریر فرماتے ہیں:-

"الفرقان کا پرچہ ماہ اگست سنہ ۶۵ء تک کا مجھے ملا ہے۔ اس کے بعد سے کوئی پرچہ کسی ماہ کا بوجہ معلوم نہ آسکا۔ پرچہ نہ ملنے کی وجہ سے جو دل پر گزرتی ہے وہ تحریر میں نہیں آسکتی۔ میں غیر احمدی ہوں۔ آپ کے پرچہ و دیگر کتب کے مطالعہ سے میں نے بہت فائدہ حاصل کیا ہے۔ مختصراً یہ کہ اپنے علم و دانش و عقل سے میں احمدیت کو برحق سمجھتا ہوں مگر انشراح صدر نہیں ہو رہا ہے گو کہ دو تین سال سے ہر نماز میں درگاہِ باری سے دعا کرتا رہا ہوں۔ غالباً سخت طریقہ سے زنگ آلود ہے۔ امید کہ آپ میرے حق میں دعا کریں گے۔ آپ مستجاب الدعوة ہیں اور خدائے عزوجل کے برگزیدہ بندہ ہیں اسی لئے آپ کے نام سے خط روانہ کر رہا ہوں۔ آپ میری اس عبارت کو معاف کریں گے اور جو میرے حق میں بہتر ہو اس سے دریغ نہ کریں گے۔ دوم یہ کہ جتنے پرچے میرے باقی ہوں ان کو میرے نام سے روانہ کر دیں گے۔"

الفرقان۔ احباب محترم موصوف کے انشراح صدر کے لئے دعا فرمائیں +

(۲) جناب محمد صدیق صاحب جھنگ صدر سے تحریر فرماتے ہیں:-

"خاکسار جناب کے رسالہ الفرقان کا بغور مطالعہ کرتا رہتا ہے اور باقی تحریرات سلسلہ کا بھی مطالعہ کرتا رہتا ہے۔ الفرقان فروری سنہ ۱۹۶۶ء میں جناب محترم گیانی واحد حسین صاحب فاضل کا مضمون حضرت مسیحؑ کے صلیبی واقعہ کے متعلق پڑھا۔ یہ مضمون بہت اچھا ہے۔ خاکسار ویسے تو ہر مضمون سے دلچسپی رکھتا ہے مگر عیسائیت کے متعلق خاص معلومات کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ جناب محترم گیانی صاحب نے مضمون کے آخر پر انجیل کی تحریف کے متعلق انجیل لوقا ۲۳/۱۴ کی بددیانتی خوب ظاہر کی ہے۔ خاکسار نے جب انجیل لوقا کو دیکھا تو وہاں پر ان آیات کا نمبر بھی نہ تھا۔"

(۳) مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب لاہور سے تحریر فرماتے ہیں:-

"خاکسار شیعہ مذہب سے متعلق ہے۔ آپ کا رسالہ الفرقان زیر نظر آیا۔ میں نے اسے بہت پسند کیا ہے۔ اس کے اچھوتے اور تحقیقی مضامین مجھے بہت بھلے لگتے ہیں۔

از راہِ کرم رسالہ الفرقان خاکسار کو بذریعہ V.P.P ارسال کر دیں۔ خاکسار از حد شکر گزار ہوگا اور V.P.P وصول کر لیگا۔"

(۴) جناب محمد عالم صاحب پال کریم پورہ لاہور سے تحریر فرماتے ہیں :-

"مؤقر ماہنامہ الفرقان فروری ۱۹۶۶ء کے صفحہ ۳۲ پر جو آنمحترم اور جناب مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر لائل پور کی گفتگو شائع ہوئی اور جس میں جناب اشرف صاحب نے پچیس برس کے بعد کسی شخصیت کے ظاہر ہونے کا اشارہ فرمایا ہے۔ کیا ان کے ذہن میں مجدد صدی کی طرف صریح اشارہ نہیں جس سے یہ بات بھی مبرہن ہو جاتی ہے کہ جناب اشرف صاحب کا ضمیر ۷ سال پیشتر مبعوث مجدد اعظم کو تسلیم کرتا ہے۔ تبھی ۲۵ سال بعد امید ہو سکتی ہے کہ یہ مدت حضرت مسیح پاک کے زمانہ سے بھی جاوے۔ سچ فرمایا ذات باری نے واستیقنتھا انفسھم لیکن ظلم و علو نے زبانی تصدیق اور ایمان سے باز رکھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون"

نبراس المومنین

ستر احادیث نبویہ کا با ترجمہ انتخاب ہے۔ ہر گھر میں بچوں، بوڑھوں، جوانوں اور مستورات کے لئے پڑھنے کے قابل ہے۔ سفید کاغذ قیمت صرف ۳۱ پیسے۔

علاوہ محصولڈاک

مکتبہ الفرقان ربوہ

قابل توجہ جناب پوسٹماسٹر صاحب جنرل مغربی پاکستان

محترم جناب فاضل مدیر "لاہور" نے اپنی اشاعت ۲۸ فروری ۱۹۶۶ء میں جو نوٹ بعنوان "یہ بے انصافی فوراً ختم ہو جانی چاہیئے" تحریر فرمایا ہے وہ آپ کی فوری توجہ کے قابل ہے۔

اخبارات و رسائل جب اپنے خریداروں کو وی پی کرتے ہیں اور بعد وصولی یا قبل وصولی ڈاکخانہ کے کارندوں سے فارم ضائع ہو جائے اور تاخیر ہو جانے پر ادارہ اگر یاددہانی کرائے تو ڈاکخانہ کا اس ادارہ سے پچیس پیسے طلب کرنا سراسر غیر معقول نظر آتا ہے۔ فرض کی ادائیگی کی یاددہانی کرانے پر ٹیکس ادا کرنا پڑے تو یہ بالکل نامناسب ہے۔ ہم ہمعصر "لاہور" کے مطالبہ میں اس کی پرزور تائید کرتے ہیں۔ (ادارہ)

تحریک جدید آپکی محبوب تحریک ہے

کیونکہ

اس کے ذریعہ دنیا بھر میں تبلیغ اسلام ہو رہی ہے

ماہنامہ تحریک جدید

آپ کا محبوب ماہنامہ ہے کیونکہ یہ آپ کو بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کی تفاصیل سے آگاہ کرتا ہے۔

سالانہ چندہ صرف ڈیڑھ روپیہ یعنی دو آنے فی کاپی -!!

اسے خود بھی پڑھیئے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے۔

(مینجنگ ایڈیٹر)

تحریکِ دعاء

الفرقان کے خاص معاونین

ربوہ ۔ دار الہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ
- سیدی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم۔ اے
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب ایم۔ ایس سی
- جناب چوہدری یحییٰ حسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر محمد یحییٰ صاحب ملیریا آفیسر
- جناب قریشی عبد الرشید صاحب بی۔ اے ایل ایل بی
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم۔ اے غانا
- جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب سابق مبلغ افریقہ
- حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری

قادیان دار الامان

- حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت
- حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی۔ اے
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب
- جناب سید شہامت علی صاحب سابقہ رتن
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب مسعود احمد صاحب انیس "
- جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب
- جناب حکیم چوہدری بدر الدین صاحب عامل
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹو گرافر
- جناب عبید الرحمٰن صاحب فانی
- جناب چوہدری مبارک علی صاحب (امور عامہ)
- جناب چوہدری عبد القدیر صاحب
- جناب حاجی محمد الدین صاحب درویش

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت
- جناب ملک محمد حیات صاحب لسوآنہ
- جناب چوہدری عبد الحلیم صاحب فاضل
- جناب حافظ مبارک علی خان صاحب چنیوٹ

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۳۲ جنوبی
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ
- جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب آڑھتی
- جناب میجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد
- جناب غلام رسول صاحب قمر

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمیشن ایجنٹ پتوکی
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
- جناب امیر الدین صاحب رتن باغ
- جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب لاہور ہریکے ٹرانسپورٹ
- جناب محمد ابراہیم صاحب ریڈیو سروس
- جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری نور احمد صاحب گوالمنڈی
- جناب سراج الدین صاحب لٹن روڈ
- جناب چوہدری عبد الحکیم خان صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مرزا بشیر احمد صاحب ایس ڈی او
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب ماڈل ٹاؤن
- جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب ایم بی بی ایس
- جناب ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی
- جناب حافظ عبد الکریم صاحب فضل
- جناب محمد عثمان صاحب لکشمی مینشن
- جناب ایس۔ یو شیخ صاحب کوثر
- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مسٹر عبد العزیز بھٹی صاحب سمن آباد
- جناب شیخ بشیر احمد فضل احمد صاحبان "
- جناب رشید احمد صاحب ملک
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب
- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد
- جناب ماسٹر حسن الدین صاحب راوی پارک
- جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب مال روڈ
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب ٹھیکیدار
- جناب چوہدری عزیز احمد صاحب ریٹائرڈ جج
- جناب چوہدری منور لطف اللہ صاحب ایڈووکیٹ
- جناب حضرت اللہ پاشا صاحب ایم۔ اے
- جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا
- جناب چوہدری منور احمد صاحب مال روڈ
- محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری عزیز احمد صاحب
- جناب اکرام قرنی صاحب انعام بلڈنگ سٹور

راولپنڈی

- جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چھاؤنی
- جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ

- جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر
- جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب
- جناب کیپٹن اے ایل نذیر احمد صاحب
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب
- جناب رفیق احمد صاحب ہلوی نیا محلہ
- جناب محی الدین صاحب بابارہ واڈا روڈ
- جناب کیپٹن محمد اسحق صاحب مری روڈ
- جناب محمد یونس صاحب فاروق سٹیلائٹ ٹاؤن
- جناب سید مقبول احمد صاحب ڈھوک ہوزی روڈ
- جناب سید منظور علی صاحب سٹیلائٹ ٹاؤن
- جناب ملک منظفر احمد صاحب کالج روڈ
- جناب ایم اے غنی صاحب بی۔ اے
- جناب ماسٹر عبد الرحمن صاحب شاکی بی۔ اے
- جناب قاضی بشیر احمد صاحب کانچ
- جناب قاضی عبد السلام صاحب بھٹی آف نیروبی
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب صاحبزادہ مرزا منظور احمد صاحب
- جناب میاں ضیاء الدین صاحب
- جناب میجر عبد الحی صاحب
- جناب ملک محمد یونس صاحب

ضلع ملتان

- جناب ملک عمر علی احمد صاحب مرحوم
- جناب ڈاکٹر عبد الکریم صاحب امیر جماعت
- جناب میر نذیر احمد صاحب ریڈیو ورکس
- جناب چوہدری عبد الحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
- جناب ماسٹر نواب دین صاحب ایم۔ اے
- جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ایم بی بی ایس تونسہ
- جناب شیخ محمد اسلم محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ
- جناب شیخ محمد منیر صاحب احمد دیا پور
- جناب چوہدری منور احمد خان صاحب مرحوم گیٹ
- جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب اوسیگا ریڈیو کمپنی
- جناب حکیم انور حسین محمود احمد صاحبان خانیوال
- جناب سیٹھ اللہ بخش ایاما صاحب حسین آگاہی
- جناب چوہدری عبد اللطیف صاحب
- جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر
- جناب شیخ عبد الغفور صاحب پٹواری نہر
- جناب چوہدری شریف احمد ولی محمد صاحبان خانیوال

ضلع شیخوپورہ

- جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ
- جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد اسائزی مریدکے
- جناب حافظ عبد الواحد صاحب ایس ڈی او
- جناب ڈاکٹر عز الدین صاحب زون طبیبانہ نصیر
- جناب چوہدری محمد طفیل صاحب پٹواری ننکانہ

ضلع گوجرانوالہ

- جناب عبد الرحمن صاحب منیجر سنگر مشین
- جناب ڈاکٹر محمد احمد اللہ صاحب گوراوزیر آباد
- جناب میاں برکت علی غلام علی صاحبان ،،
- جناب چوہدری محمد ابراہیم صاحب غفور اوورسیر ،،
- جناب ملک منظور احمد صاحب ،،
- جناب میاں محمد خان اکبر علی صاحبان ،،
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب تھانہ بازار
- جناب چوہدری اشرف علی صاحب ہیڈ ماسٹر والی دال
- جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر ریلوے
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروز والہ
- جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ
- جناب سید سجاد حیدر صاحب قائد تونگو (ربوہ)
- جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروق نظام آباد
- جناب بشیر احمد صاحب انگریکلچر انجینئر گوجرانوالہ
- جناب میاں قمر الدین صاحب کھوکھر مرحوم ،،
- جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ ماسٹر ،،
- جناب چوہدری عزیز اللہ خان صاحب ،،

ضلع جہلم

- جناب سیٹھی خلیل الرحمن صاحب مشن محلہ
- جناب سیٹھی عبد الحق صاحب مین بازار
- جناب محمد الدار مبارک احمد صاحب چکوال

ضلع گجرات

- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا
- جناب چوہدری عبد المالک صاحب کھاریاں
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبد العزیز صاحب منڈی بہاؤ الدین
- جناب میر بشیر احمد صاحب شوگر مرچنٹ گجرات
- جناب مرزا صفدر جنگ ہمایوں صاحب تلوال

ضلع سیالکوٹ

- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ مرحوم
- جناب ابو القاسم الدین صاحب امیر جماعت
- جناب حکیم سید میر احمد شاہ صاحب
- جناب کیپٹن بشارت احمد صاحب سیالکوٹ
- جناب میاں سلطان احمد خان صاحب منڈیکی گورایہ
- جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ نیناں
- جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہدپور
- جناب چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب
- جناب رانا عبد المجید خان صاحب کنجروڑ

کوئٹہ

- جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب شیخ کریم بخش صاحب
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ
- جناب شیخ عبد الاحد صاحب تاجر
- مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
- جناب الحاج خلیفہ عبد الرحمن صاحب
- جناب محمد عبد الحق صاحب جنجوعہ میڈیکل ہال
- احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
- جناب خان عبد الوحید خان صاحب
- جناب ڈاکٹر عبد السمیع صاحب ڈی۔ ایچ۔ پی
- جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب
- جناب ماسٹر عبد الکریم صاحب
- جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
- جناب چوہدری محمود احمد صاحب
- جناب عطاء الحق خان صاحب مصطفیٰ روڈ
- جناب محمد یوسف صاحب احمدی شہر تربت مکران

اضلاع سابق صوبہ سندھ

- جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
- جناب نصیر احمد خان صاحب ناصر نواب پور
- جناب حاجی عبد الرحمٰن صاحب کرسی بانڈھی
- جناب محمد عبد اللہ صاحب ،،
- جناب عبد الحمید صاحب رئیس ،،
- جناب علاؤ الدین صاحب گوٹھ علاؤ الدین
- جناب چوہدری عطاء محمد صاحب گوٹھ امام بخش
- جناب چوہدری غلام نبی صاحب
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب چوہدری برکت علی صاحب
گوٹھ سردار محمد پنجابی ۔
- جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمر آباد
- جناب حاجی قمر الدین صاحب ،،
- جناب ڈاکٹر الفقیر محمد صاحب
- جناب چوہدری غلام رسول صاحب
- جناب ڈاکٹر عبد القدوس صاحب نواب شاہ
- جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم
- جناب چوہدری صادق احمد صاحب دریا خان مری
- جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پریذیڈنٹ نواب شاہ
- جناب چوہدری تھے خان صاحب
- جناب ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب صدیقی
امیر جماعت میر پور خاص ۔
- جناب بابو عبد الغفار صاحب حیدر آباد
- مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جمال پور
- جناب چوہدری شاہ دین صاحب گوٹھ شاہ دین

- جناب فضل الرحمٰن خان صاحب
زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدر آباد
- جناب ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب رحیم آباد
- جناب چوہدری فضل احمد صاحب
پریذیڈنٹ جماعت رحیم یار خان
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب کر ونڈی
- جناب مولوی عبد الحق صاحب ،،
- جناب چوہدری محمد اکرام صاحب شاہ لطیف آباد
- جناب چوہدری محمد اکرم خان صاحب ،،

بہاولپور

- جناب عزیز محمد خان صاحب بہاولپور (لاہور)
- جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاز
- جناب چوہدری غلام احمد صاحب اشرف
- جناب مرزا ارشد بیگ صاحب بہاولپور

کراچی

- جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت
- جناب مرزا بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب ملک مبارک احمد صاحب
- جناب ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب کا مٹی والے
- جناب چوہدری غلام احمد صاحب فردوس کالونی
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیر
- جناب میاں عطاء الرحمٰن صاحب طاہر
- جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید
- جناب چوہدری محمد خالد صاحب
- جناب شیخ عبد الحفیظ صاحب مارکیٹ روڈ

- جناب محمد شریف صاحب چغتائی
- محترمہ انور سلطانہ صاحبہ بیگم ایم اے ارشاد صاحب
- جناب عبد الرزاق صاحب مہتہ
- جناب قاضی محمد اسلم صاحب (لاہور) ربوہ
- جناب مولوی صدر الدین احمد صاحب
- محترمہ حمیدہ بیگم اہلیہ ،، ،،
- جناب میجر محمد عبد اللہ صاحب مہار
- جناب ملک رشید احمد صاحب بندر روڈ
- جناب چوہدری شاہنواز خان صاحب شاہنواز لمیٹڈ
- جناب چوہدری احمد مختار صاحب المختار لمیٹڈ
- جناب چوہدری احمد جان صاحب اکبر منزل
- جناب میجر عبد اللطیف صاحب مالیر کینٹ
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب ڈرائیج
- جناب عبد الرحیم صاحب ہوش مارٹن روڈ
- جناب مولوی عبد المجید صاحب ملوی نائب امیر جماعت
- جناب بشیر احمد صاحب ڈنا پور
- جناب حاجی رشید احمد صاحب
- جناب مرزا احمد رفیق صاحب چغتائی ناظم آباد
- جناب چوہدری آفتاب احمد صاحب وکٹوریہ روڈ
- جناب مرزا عبد الوحید صاحب لیاری کوارٹرز
- محترمہ انور بیگم صاحبہ اہلیہ فضل حق خان صاحب
- جناب ملک منیر احمد صاحب قیصر سینما
- جناب سعید احمد خان صاحب
- جناب بابو عنایت اللہ صاحب
- جناب بشارت احمد صاحب شاکر

- جناب چوہدری نبی احمد صاحب مالک ٹریڈ لنک سٹورز

بہاول نگر

- جناب چوہدری غلام مصطفیٰ احمد دین صاحبان
چک $\frac{184}{L-R}$ ۔
- جناب چوہدری غلام نبی صاحب گرداور
سوڈا لستہ ۔
- جناب چوہدری غلام قادر صاحب انسپکٹر
ہارون آباد ۔
- جناب چوہدری علم دین صاحب کمیشن ایجنٹ
ہارون آباد ۔
- جناب مولوی محمد شفیع صاحب دکاندار چک $\frac{166}{7-R}$
- جناب چوہدری عبد العزیز صاحب باجوہ
ہارون آباد ۔
- جناب چوہدری علی شیر صاحب چک ۱۹۹ مراد
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب چک $\frac{103}{6-R}$

پشاور

- جناب الحاج نوابزادہ محمد امین خان صاحب بنوں
- جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب فاضل پشاور
- جناب عبد الستار صاحب قریشی بنوں ۔

لائلپور

- جناب مبارک علی صاحب راجباہ روڈ
- جناب مولوی برکت علی صاحب لائق مرحوم جڑانوالہ
- جناب الحاج شیخ عبد اللطیف صاحب لائلپور
- جناب رانا محمد نعیم صاحب ولد رانا جوا غدین صاحب
چک $\frac{293}{گ ب}$ ۔

• جناب ملک محمد نذیر صاحب
• جناب چوہدری فضل احمد صاحب

دیگر اضلاع

• جناب چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت منٹگمری
• جناب مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی سکندر آباد
• جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ منٹگمری
• جناب شیخ محمد صاحب سکولی رسالہ اسٹیٹ
• جناب سید بشیر احمد شاہ صاحب مانسہرہ
• جناب مرزا امیر محمد خان صاحب قیصرانی
• جناب مختار احمد صاحب بٹ کوٹلی
• جناب محمد منظور احمد صاحب ایڈووکیٹ "
• جناب محمد لطیف صاحب دکاندار "
• جناب سید حسین شاہ صاحب عارف والہ
• جناب قاضی برکت اللہ صاحب ایم۔اے
سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر
• جناب میجر حمید احمد صاحب کلیم "
• جناب ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب کیمبلپور
• جناب مرزا محمد اسمٰعیل صاحب چمن بلوچستان

مشرقی پاکستان

• جناب مولوی ابو الصلاح محمد صاحب بی۔اے
امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان
• جناب ایس۔ ایم حسن صاحب ڈھاکہ
• جناب قاضی خلیل الرحمٰن صاحب خادم
بخشی بازار روڈ۔ ڈھاکہ
• جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ
• جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ڈھاکہ
• جناب شیخ عبدالحمید صاحب "
• جناب ملک محمد طفیل صاحب "
• جناب چوہدری عزیز احمد صاحب
شاہنواز لمیٹڈ۔ ڈھاکہ
• جناب سید سہیل احمد صاحب چٹاگانگ
ڈپٹی ڈائرکٹر ڈھاکہ۔
• جناب چوہدری لطیف احمد صاحب طاہر
• جناب مولوی ابو الخیر محب اللہ صاحب محمود نگر
• جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ڈی۔پی ایچ
نارائن گنج۔
• جناب چوہدری نور احمد صاحب کاہلوں
نارائن گنج۔
• جناب چوہدری سیف اللہ خان صاحب سیفی
• جناب ملا فضل کریم صاحب
• جناب محمد حبیب اللہ صاحب نارائن گنج
• جناب شیخ ظفر احمد صاحب میاں اینڈ کمپنی
ڈھاکہ۔
• جناب چوہدری محمد رشید احمد صاحب کاہلوں
ڈھاکہ۔
• جناب میجر سید ضیاء الحسن صاحب چٹاگانگ
• جناب چوہدری احسان اللہ صاحب "
• جناب میاں محمد انور ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان
چٹاگانگ۔
• جناب محمود احمد علاؤ الدین صاحب چٹاگانگ
• محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ چٹاگانگ
• جناب محمد اسحٰق صاحب قریشی "
• جناب میجر جی۔ ایم اقبال صاحب "

بھارت

• جناب مولانا محمد سلیم صاحب کلکتہ
• جناب مولانا بشیر احمد صاحب دہلی
• جناب میاں محمد حسین صاحب کلکتہ
• جناب فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ
• جناب کمال الدین صاحب مدراس
• جناب محمد عبداللہ صاحب بی۔ ایس سی
ایل ایل بی حیدرآباد۔
• جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدرآباد دکن
• جناب صدیق امیر علی صاحب مالابار
• جناب میاں محمد عمر صاحب پنجاب ہاؤس کلکتہ
• جناب میاں محمد بشیر صاحب ہوگلی "
• جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدرآباد دکن
• جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ
• جناب محمد عبدالغنی صاحب "
• جناب بالو تاج دین صاحب سرینگر
• جناب سید بشیر الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب "
• جناب محمد مجید صاحب سولیجر کانپور

لنڈن

• جناب چوہدری عبدالرحمٰن خان صاحب
• جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق
نائب امام مسجد لنڈن۔

دیگر ممالک

• جناب صالح الشبیبی المہدی صاحب
سورابایا انڈونیشیا۔
• محترمہ امۃ النصیر صاحبہ
اہلیہ مکرم صالح الشبیبی صاحب۔
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم۔ایس سی
کماسی۔ غانا۔
• جناب مسٹر ناظم الدین صاحب مشرقی افریقہ
• جناب افتخار احمد صاحب ایاز یوگنڈا
• جناب ایم۔اے ظفر صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس
ٹابورہ۔ ٹانگانیکا۔
• جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر
روزہل ماریشس۔ حال ربوہ۔
• جناب چوہدری عبدالستار صاحب کویت
• جناب ایم۔ اے ہاشمی صاحب "
• جناب سید عبدالرحمٰن صاحب امریکہ
• احمدیہ مسلم مشن نائیجیریا
• جناب حکیم طاہر محمد صاحب سنگاپور
• جناب عبدالغفور رحمٰن بخش صاحب امریکہ
• جناب عبدالعزیز رحمٰن بخش صاحب "
• جناب ایم۔ دائی ندیم صاحب نیروبی
• جناب ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر گرین ویل امریکہ
• جناب ڈاکٹر ایس۔ اے لطیف صاحب عدن

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل، چیل کافی تعداد میں موجود ہے

ضرورت مند اصحاب

ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں!

- گلوب ٹمبر کارپوریشن — ۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون ۶۲۶۱۸
- سٹار ٹمبر سٹور — ۹۰ فیروزپور روڈ۔ لاہور
- لائل پور ٹمبر سٹور — راجباہ روڈ لائلپور۔ فون ۳۸۰۸

سرزمین قادیان کا اوّلین دواخانہ

جسے حضرت خلیفة المسیح الاولؓ نے اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

۱۹۱۱ء سے آپ کی جملہ طبی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے!

پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے!

دوائی خاص
زنانہ امراض کا واحد علاج
قیمت دو اونس چھ روپے

زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے۔

قدیمی — اوّلین — شہرہ آفاق
حب اطہر رجسٹرڈ
مکمل کورس پونے چودہ روپے

زد جام عشق
طاقت کی لاثانی دوا
قیمت ۶۰ گولی چار روپے

حب مفید النساء
عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا
قیمت خوراک ایک تین روپے

حکیم نظام جان اینڈ سنز
چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ

زرینہ اولاد گولیاں
سو فیصدی مجرب دوا
قیمت فی کورس ۹ روپے

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

"الفردوس"

۸۵- انارکلی - لاہور

رشید آئل گرز

بلحاظ

خوبصورتی، مضبوطی، تیل کی بچت

اور

افراطِ حرارت

دنیا بھر میں

بہترین ہیں

اپنے شہر کے ڈیلر سے

طلب فرمائیں!

رشید اینڈ برادرز رنگ بازار سیالکوٹ

(طابع و ناشر:- ابو العطاء جالندھری - مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ - مقام اشاعت :- دفتر الفرقان ربوہ)

مودودی صاحب کے کتابچہ "ختم نبوّت" کا تفصیلی جواب

القول المبین

فی

تفسیر خاتم النبیّین

از قلم

مولانا ابوالعطاء جالندھری

مکتبۃ الفرقان۔ ربوہ

صفحات ۲۵۶ قیمت علاوہ محصول ڈاک دو روپے صرف

Monthly **AL-FURQAN** *Rabwah*

MARCH 1966 **REGD. NO. L 5708**

الفرقان

پاکستان کا ایک مشہور و معروف تبلیغی، تحقیقی اور علمی ماہنامہ ہے جس میں ایسے مضامین شائع ہوتے ہیں جن کے ذریعہ

- اسلام کی دیگر تمام ادیان پر فضیلت اور برتری محکم دلائل کے ساتھ ثابت کی جاتی ہے
- قرآنی علوم و معارف اور فرقانی نکات حکمت و دانش کی اشاعت کی جاتی ہے۔
- عیسائیت، بہائیت اور دیگر مذاہب کے غلط عقاید کی قوی براہین کے ذریعہ بطریق احسن تردید کی جاتی ہے۔
- غیر مسلموں کے اعتراضات کے ٹھوس جوابات دے کر انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جاتی ہے
- عصر حاضر کے مذہبی مسائل پر قرآنی ارشادات کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی جاتی ہے۔

ہماری درخواست ہے کہ اس قدر جامع اور مفید رسالہ کا آپ خود بھی مطالعہ فرمائیں اور اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور دیگر احباب کے نام رسالہ جاری کروا کے انہیں بھی مطالعہ کا موقعہ بہم پہنچائیں۔ سال بھر کے پرچوں کا چندہ چھ روپے

○

جملہ خط و کتابت اور ترسیلِ زر کا پتہ

مینیجر ماہنامہ "الفرقان" ربوہ۔ ضلع جھنگ

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا